قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

بدھ 30/ نومبر 2022ء | 5/ جمادی الاول 1444 ہجری قمری | 30/ نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 262

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡہُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲﴾

(الحجرات: 12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 825)

فرمان خلیفۂ وقت

دنیا میں کوئی انسان نہیں جو ہر عیب سے ہر لحاظ سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار ہے جو ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ اگر انسان کی غلطیوں کی، کوتاہیوں کی، گناہوں کی پردہ دری ہونے لگے تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ جو ستّار العیوب ہے اور غفّار الذنوب ہے اس نے ہمیں یہ دعا بھی ہم پر احسان کرتے ہوئے سکھائی کہ تم جہاں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کی کوشش کرو وہاں استغفار بھی کیا کرو تو میں تمہارے گناہوں کو بھی معاف کروں گا۔ تمہاری پردہ پوشی کروں گا۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ ہر ایک کی بہت ساری باتوں کی عمومی پردہ پوشی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت خاص طور پر ان لوگوں کو بھی اپنی چادروں میں لپیٹتی ہے جو استغفار کرنے والے ہیں۔ غَفَر کا مطلب بھی چھپانا اور ڈھانکنا ہوتا ہے اور یہی مطلب کم و بیش ستر کا ہے۔

کمزوریوں کے پیچھے پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جگہ جگہ بیان کرنا، تجسّس کرکے ان کی کمزوریوں کی تلاش کرنا۔ اگر انسان اس طرح کرے تو ان لوگوں کو بگاڑے گا اور معاشرے کے امن کو بھی خراب کرے گا اور پھر جب یہ باتیں جگہ جگہ لوگوں میں بیان کی جائیں تو پھر ایسے لوگ جن میں یہ برائیاں ہیں ان میں اصلاح کی بجائے ضد پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ضد میں آکر وہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے حلقے کو وسیع کرتے جاتے ہیں۔ حجاب ختم ہو جاتا ہے اور جب حجاب ختم ہو جائے تو اصلاح کا پہلو بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 31/ مارچ 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

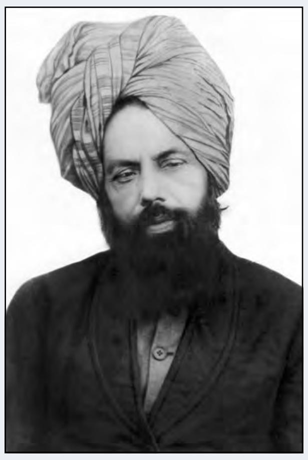

- اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم، کریم، حلیم، توّاب اور غفّار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ لیکن دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آجاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ پس دنیا والے اگر کوئی شخص گناہ اور کسی عیب کو چھوڑ بھی دے تب بھی اسے عیبی اور شک کی نظر سے دیکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کر کے بھی رجوع کرتا ہے تو بخش دیتا ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے (جو خداتعالیٰ کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔) جو چشم پوشی سے اس قدر کام لے۔ بلکہ عام طور پر تو یہ حالت ہے جو سعدی نے کہا ہے ’’خدا داند و بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 178 ایڈیشن 1984ء)

- ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دُور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 77-78 ایڈیشن 1985ء)

- دیکھو! وہ جماعت، جماعت نہیں ہوسکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں۔ تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 264 ایڈیشن 1988ء)

- چاہیے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لیے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء و قدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خداتعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سردست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے... قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ (البلد: 18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لیے دعا بھی کی جاوے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 60 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- نعت رسول مقبولؐ (منظوم)
- احکام خداوندی
- عالمی مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچنے کی حیرت انگیز خوشخبری
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- کیا نبی کریمؐ شفاعت سب کی کریں گے؟
- سو سال قبل کا الفضل
- سلطان محمود غزنوی

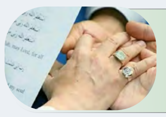

دربارِ خلافت

ضرورت ہے کہ عمل کے میدان میں کامیابی حاصل کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَیں پہلے خطبوں میں کہہ چکا ہوں، بیشک ہم نے عقیدے کے میدان میں بہت عظیم الشان فتح حاصل کر لی ہے، یہاں تک کہ وہی عقائد جن کو جب جماعت کی طرف سے پیش کیا جاتا تھا تو دشمن کی طرف سے سختی سے انکار کیا جاتا تھا لیکن آج بعض دشمن بھی اُن باتوں کے قائل ہو رہے ہیں۔ ایسے بھی مسلمان ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر نہیں گئے یا انہوں نے نازل نہیں ہونا۔ یہ کہنے یا اس بات کے قائل ہونے کی کوئی بھی وجہ ہو لیکن لاشعوری طور پر جماعت احمدیہ کا عقیدہ اُن کے منہ بند کر کے اُن کو اس بات پر قائل کر رہا ہے۔ جہاد کے بارے میں اب بعض بڑے بڑے علماء نے یہ بیان دیئے ہیں کہ اس وقت جہاد کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے، یہ دہشت گردی ہے اور آجکل جہاد جائز نہیں اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس بارے میں وہ جو چاہے دلیل دیں لیکن احمدیت کی تعلیم ہی اُنہیں متاثر کر رہی ہے۔ لیکن جب ہم عمل کو دیکھتے ہیں تو عمل کے بارے میں ہماری کوتاہی ہے یا کمزوری ہے کہ ابھی وہ روح ہم میں پیدا نہیں ہوئی جس روح کے تحت ہم کام کر کے دنیا کو وہ نمونہ دکھلا سکیں جس کے بعد کوئی شخص ہماری جماعت کی برتری اور فوقیت تسلیم کرنے سے انکار نہ کرے۔ ابھی تک ہم اُس تعلیم پر پورے طور پر عمل نہیں کر رہے جو عملی اصلاح کے متعلق اسلام نے پیش کی ہے۔ بلکہ اکثر اوقات دوسروں کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی نقل کر کے اس طرف مائل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ میں نے بعض مثالیں بھی دی ہیں اور غیروں سے اپنا لوہا منوانے کی بجائے ہم نقال بن جاتے ہیں، اُن کی نقلیں کرنی شروع کر دیتے ہیں اور پھر عمل کے میدان میں بعض جگہ ہمیں شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔

پس ضرورت ہے کہ عمل کے میدان میں کامیابی حاصل کریں۔ ضرورت ہے کہ وہ پانی جس سے ہم نے اس زمانے میں فیض پایا ہے، اُسے بکھرا نہ دیں، ضائع نہ کریں بلکہ اُن نہروں میں سمیٹ لیں جو زمینوں کو سیراب کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں نہ کہ اُس پانی کی طرح جو ادھر اُدھر بہہ جاتا ہے۔ ہمیں اپنی حد بندیاں مقرر کرنی ہوں گی۔ اپنی عملی اصلاح کے لئے اپنے آپ پر کچھ پابندیاں لگانی ہوں گی تبھی ہم اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم نے عقائد کی دیواروں کو مضبوط کرنے کے لئے بیشک قربانیاں دی ہیں۔ جان، مال، وقت کی قربانی دی ہے اور دے رہے ہیں لیکن اعمال کی دیواروں کی طرف ہماری اتنی توجہ نہیں ہوئی جو ہونی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو مختصر الفاظ میں بڑے عمدہ طریق سے بیان فرمایا ہے کہ اب تک صرف دو دیواریں عقائد والی ہیں۔ دو دیواریں جو عمل والی ہیں، وہ ابھی ہم نے نہیں بنائیں۔ اس وجہ سے چور آ تا ہے اور ہمارا مال اُٹھا کر لے جاتا ہے۔ لیکن جب ہم قربانی کے نتیجہ میں اپنی چار دیواری کو مکمل کر لیں گے تو پھر چور کے داخل ہونے کے سارے راستے مسدود ہو جائیں گے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 391-392 خطبہ جمعہ 12/ جون 1936ء)

پس آج ہمیں عہد کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی ذاتی خواہشات کی قربانی بھی کریں گے، اپنے بیوی بچوں کی خواہشات کی قربانی بھی کریں گے اور ہر وہ قربانی کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے جس سے ہماری عملی اصلاح کی دیواریں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائیں۔ تب ہم نہ غیروں سے اس تعلق میں پٹنے والے ہوں گے یا شرمندہ ہونے والے ہوں گے اور نہ ہی ہمارے گھروں میں چور داخل ہو کر ہمیں نقصان پہنچا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 20/ دسمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نعت رسول مقبولؐ

ہر تصوّر سے ماورا ہیں آپؐ
خاص تخلیقِ کبریا ہیں آپؐ

آپؐ احمد بھی ہیں محمد بھی
مصطفیٰ آپؐ، مجتبیٰ ہیں آپؐ

آپؐ مظہر ہیں حسنِ کامل کے
ذاتِ باری کا آئینہ ہیں آپؐ

قاب قوسین پر ہیں متمکن
بشریت کی انتہا ہیں آپؐ

دین و دنیا کی رہبری کے لیے
بخدا نائبِ خدا ہیں آپؐ

ماضی و حال ہوں کہ مستقبل
ہر زمانے کا معجزہ ہیں آپؐ

آپؐ سرخیل ہیں رسولوں کے
نازشِ جملہ انبیاء ہیں آپؐ

آپؐ خیر البشر ہیں، خیر الخلق
ابتدا آپؐ، انتہا ہیں آپؐ

آپؐ ہی ہیں دعائے ابراہیمؑ
اور کعبے کی التجا ہیں آپؐ

میم جب گر گیا تو راز کھلا
اپنے محبوب میں فنا ہیں آپؐ

آپؐ ہی ہیں طبیبِ روحانی
ہر مرض کی فقط دوا ہیں آپؐ

آصف محمود ڈار

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 64

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔“

(کشتی نوح)

زمین میں فساد

”فساد کی نیت سے زمین میں مت پھرا کرو یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں۔“

(حضرت مسیح موعودؑ)

فتنہ وفساد سے بچنے کی ہدایت

وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِہَا

(الاعراف:57)

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔

زمین میں بدامنی نہ پھیلاؤ

وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۱﴾

(البقرہ:61)

اور زمین میں فسادی بنتے ہوئے بدامنی نہ پھیلاؤ۔

وَلَا تَتَّبِعۡ سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۴۳﴾

(الاعراف:143)

اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کر۔

فتنہ، قتل سے زیادہ سنگین جرم

وَالۡفِتۡنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ

(البقرہ:192)

اور فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔

آپس میں خون بہانے کی ممانعت

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ لَا تَسۡفِکُوۡنَ دِمَآءَکُمۡ

(البقرہ:85)

اور جب ہم نے تمہارا میثاق لیا کہ تم (آپس میں) اپنا خون نہیں بہاؤ گے۔

ناحق قتل کرنا

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾

(الانعام:152)

اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ یہی ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

ایک جان کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے

کَتَبۡنَا عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّہٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا

(المائدہ:33)

ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کر دیا کہ جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

قتل خطا کی صورت میں دیت کی مختلف اشکال

وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ یَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـًٔا فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰۤی اَہۡلِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّصَّدَّقُوۡا ؕ فَاِنۡ کَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّکُمۡ وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ ؕ وَاِنۡ کَانَ مِنۡ قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَہُمۡ مِّیۡثَاقٌ فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ وَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ شَہۡرَیۡنِ مُتَتَابِعَیۡنِ ۫ تَوۡبَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۹۳﴾

(النساء:93)

اور کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے سوائے اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو اور جو کوئی غلطی سے کسی مومن کو قتل کرے تو ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے اور (طے شدہ) دیت اس کے اہل کو ادا کرنا ہوگی سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں اور اگر وہ (مقتول) تمہاری دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو اور وہ مومن ہو تب (بھی) ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے اور اگر وہ ایسی قوم سے تعلق رکھنے والا ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہوں تو اس کے اہل کو (طے شدہ) دیت دینا لازم ہے اور ایک مومن غلام کا آزاد کرنا بھی اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو دو مہینے متواتر روزے رکھنا ہوں گے۔ اللہ کی طرف سے یہ بطور توبہ (فرض کیا گیا) ہے اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

(نوٹ: اس آیت میں کسی مومن کا قتل ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اگر غلطی سے کوئی مومن قتل ہو جائے تو دیت کی درج ذیل صورتیں بیان ہوئی ہیں)

1. ایک مومن غلام کا آزاد کرنا اور طے شدہ دیت اس کے اہل کو ادا کرنی ہوگی، سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔
2. اور اگر مقتول دشمن قوم سے ہو مگر ہو مومن تو تب بھی ایک مومن غلام آزاد کرنا ہوگا۔
3. اگر مقتول ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے اور اُن کے درمیان عہد و پیمان ہوں تو اس کے اہل کو طے شدہ دیت دینا لازم ہے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا ہوگا۔
4. اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو دو مہینے متواتر روزے رکھے۔ یہ اللہ کی طرف سے بطور توبہ فرض کیا گیا ہے۔

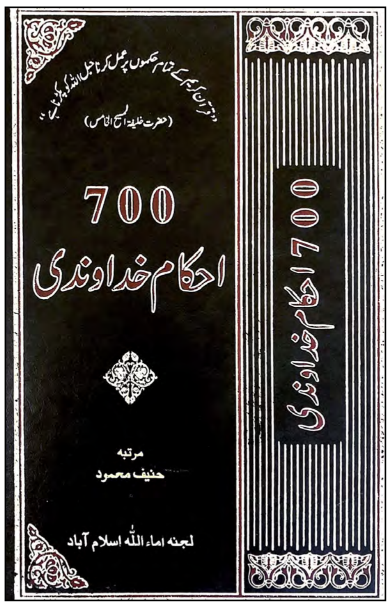

مومن کے قتل کی اُخروی سزا

وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ﴿۹۳﴾

(النساء:94)

اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنّم ہے۔ وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ اور رسول سے رقابت کرنے والوں کی سزا

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۳۳﴾

(المائدہ:34)

یقیناً اُن لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور رسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو اُن کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

مقتول کا قصاص۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی ؕ اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی

(البقرہ:179)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر مقتولوں کے بارہ میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد کا بدلہ آزاد کے برابر، غلام کا بدلہ غلام کے برابر اور عورت کا بدلہ عورت کے برابر (لیا جائے)۔

قصاص میں معافی کی صورت میں احسان کی تعلیم

فَمَنۡ عُفِیَ لَہٗ مِنۡ اَخِیۡہِ شَیۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَیۡہِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِکَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَرَحۡمَۃٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۹﴾

(البقرہ:179)

اور وہ جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو پھر معروف طریق کی پیروی اور احسان کے ساتھ اس کو ادائیگی ہونی چاہئے۔ یہ تمہارے ربّ کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے۔ پس جو بھی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 465-472)

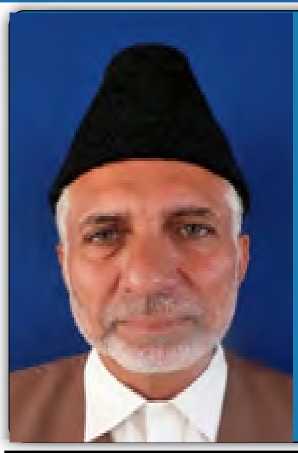

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

آخری زمانہ میں عالمی مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچنے کی حیرت انگیز خوشخبری

قسط دوم۔ آخری

گزشتہ کل سے مضمون جاری ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی خدا تعالیٰ نے بعینہٖ انہی الفاظ میں آسمانی ندا کی بشارت دی جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان امت نے خبر دی تھی۔ آپ کو 12/ دسمبر 1902ء کو الہام ہوا۔ ینادی مناد من السماء

(بدر 19/ دسمبر 1902ء تذکرہ صفحہ 365)

ایک منادی آسمان سے پکارے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے 1897ء کے الہامات میں یہ عظیم الشان الہام بھی شامل ہے۔ الارض والسماء معك كما هو معي۔ اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اس الہام کو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک ایسے ترجمے کے ساتھ پیش کیا ہے جو خود اپنی ذات میں ایک تشریح اور تفسیر کے معنی رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی طاقتیں اور خدائی نوشتے تیری تائید کریں گے۔ اس زمین پر تو اپنی کوشش کر لیکن آسمان سے ایسی ہوائیں چلائی جائیں گی جو تیری مددگار ثابت ہوں گی۔ اس زمانہ میں آسمان کس طرح ساتھ تھا یہ فرشتوں کا نزول ہو رہا تھا۔ قادیان میں طرح طرح کے آسمانی نشان دکھائے جا رہے تھے۔ خود اس سال میں یعنی 1897ء یعنی 97 کے لحاظ سے دہرایا جا رہا ہے۔ عظیم الشان نشانات اس سال دکھائے گئے تھے۔ ان کا ذکر بعد میں کروں گا لیکن یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہی الہام ایک نیا رنگ اختیار کر جاتا ہے جب اس کو 1997ء میں پڑھتے ہیں۔ آسمان کا ساتھ ہونا ایم ٹی اے کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ کل عالم میں آسمان نے جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ وحدت نصیب ہوئی ہے کہ جب ہم اس الہام کو 1897ء کی بجائے 1997ء میں پڑھتے ہیں تو پھر اس کے معنی ہیں آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی وہ آسمانی طاقتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں وہ بھی تیرے ساتھ ہوں گی جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خدا کو پیش کیا وہ جیسا کہ آسمان پر تھا ویسا ہی زمین پر ظاہر ہوا۔ مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ مسیح موعودؑ کو باقی انبیاء پر فوقیت عطا ہوئی ہے۔ ہر نبی کے ساتھ آسمان کا خدا اترتا رہا ہے اور اس کے زمین پر اترنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمینی طاقتیں آسمانی طاقتوں کے سائے تلے اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ پس اس پہلو سے ہم جب اس سال اس الہام کو پڑھتے ہیں تو آسمان ہمارے ساتھ ہے اس سے مراد یہ کہ آسمان کی متحرک طاقتیں وہ ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہیں تھا اب کلیۃً جماعت احمدیہ کی تائید میں ظاہر ہو چکا ہے اور رونما ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔

(خطبہ جمعہ 25/ جولائی 1997ء)

ہو گیا غلبہ ہواؤں پر نصیب آج اپنا بادباں ہے ایم ٹی اے
تیرتے ہیں ہم ہوا کے دوش پر برکتوں کا سائباں ہے ایم ٹی اے

ہوا میں تیرنے کا لطیف کشف

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ الہام سے 4 دن پہلے ایک کشف میں ہوا میں تیرنے کا ذکر ہے۔ جس سے حضرت مصلح موعودؓ نے لطیف استنباط فرمایا ہے۔

آپ کا 8/ دسمبر 1902ء کا کشف ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی (نرم) ہے اور اس کے نیچے ایک غار سی چلی جاتی ہے میں نے اس میں پاؤں رکھا تو دھس گیا اور خوب یاد ہے کہ پھر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا پھر ایک جست کر کے میں اوپر آ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرہ کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر (مسجد مبارک سے نواب محمد علی خان صاحب کا گھر جو حضور کے گھر سے متصل تھا) اور میں اس پر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارہ پر تھے میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے ادھر ادھر تیر رہے ہیں۔ (البدر 12/ دسمبر 1902ء صفحہ 55) سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس کشف کی تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل میں ذکر آتا ہے کہ وہ پانی پر چلے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ واقعہ میں حضرت مسیح علیہ السلام پانی پر اپنے پاؤں سے چلتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کا ایک کشف تھا جس میں انہیں بتایا گیا تھا کہ ان کی قوم کی بحری طاقت زیادہ ہو گی مگر اس عقدہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے کشف نے ہی حل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ اس کشف میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جب کہا کہ میں پانی پر چل رہا ہوں تو درحقیقت آپ نے اپنا ایک کشف ہی بیان فرمایا تھا جسے لوگوں نے بعد میں بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم کسی زمانے میں بہت بڑی بحری طاقت حاصل کرے گی۔ وہاں اس کشف میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آئندہ ہوائی جہازوں کا زور زیادہ ہو جائے گا اور بحری جہاز صرف سیر و سیاحت کے لئے رہ جائیں گے زیادہ تر کام ہوائی جہازوں سے ہی لیا جائے گا اور بحری جہازوں کے مقابلہ میں ان کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اب ایسا ہی ہو رہا ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان 3/ جون 1944ء)

غار میں دھنسنے سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت لندن اور جماعت کا سخت اذیت ناک دور ہے پھر جماعت جست کر کے باہر آئی اور اڑنا شروع کر دیا۔

اس رؤیا میں گول گڑھے سے ڈش مراد لینا بعید از قیاس نہیں ہے۔ جس پر تیرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حامد علی حضرت مسیح موعودؑ کے خادم تھے۔ اس رؤیا میں حامد علی سے مراد چوتھا خلیفہ بھی ہوسکتا ہے۔ جو علی کی طرح ہمہ وقت آقا کی خدمت میں کمربستہ ہے اور اس کو حامد کہہ کر اس لئے پکارا ہے کہ وہ کثرت سے حمد کرنے والا ہے اور مسیح موعودؑ کے ساتھ ہوا میں تیر رہا ہے۔ اس زمانہ میں ہوا میں تیرنے کے یہ معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کو ہواؤں پر غلبہ دیا جائے گا اور ان فضائی ذرائع سے وہ مسیح کی قوم پر غالب آئیں گے۔ ہواؤں میں اڑنے اور تیرنے کے اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حمد اور شکر کے ساتھ باندھ کر یوں بیان فرمایا ہے۔

اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔ آپ جو کل چل رہے تھے، آج دوڑ رہے ہیں۔ آپ جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمان سفروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہوگی۔ پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔ یہ ایم ٹی اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ ابھی بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنا ڈالی جا چکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔

لے گیا ہم کو فضائی دور میں
مثلِ طائر پر فشاں ہے ایم ٹی اے
دور اونٹوں، گاڑیوں کا لد چکا
راکٹوں کا ترجماں ہے ایم ٹی اے

نزول بجلی کی مانند

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے روحانی غلبہ کی کیفیات اور ذرائع کی خبر دیتے ہوئے الہامی خطبہ میں فرمایا:

وينْزل الامْر من الْفوْق منْ غيْر تدْبيْر الْمدبريْن كأن الْمسيْح ينْزل كالْمطر من السماء واضعاً يديْه على أجْنحة الْملائكة لا على أجْنحة حيل الدنْيا والتدابيْر الإنْسانيةوتبْلغ دعْوته وحجته إلى أقْطار الارْض بأسْرع أوْقاتٍ كبرْقٍ يبْدوْ منْ جهةٍ فإذا هي مشْرقةٌ فيْ جهاتٍ فكذالك يكوْن فيْ هذا الزمان فلْيسْمعْ منْ يكنْ له أذنان وينْفخ فيْ الصوْر لإشاعة النوْر ويناديْ الطبائع السليْمة للإهْتداء فيجْتمع فرق الشرْق والْغرْب والشمال والْجنوْب بأمْرٍ منْ حضْرة الْكبْرياء

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 284)

یعنی مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔ انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہیں ہوگا اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔ اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقعہ ہوگا جس کے کان ہیں وہ سن

لے کہ نور کی اشاعت کے لئے صور پھونکا جائے گا اور سلیم طبائع ہدایت کے لئے پکاریں گی اس وقت مشرق اور مغرب شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔

اس پیشگوئی میں آسمان سے نازل ہونے والی بارش، فرشتوں، بجلی اور چاروں سمتوں کا ذکر قابل توجہ ہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں اس پیشگوئی میں مشترک ہیں جو حضرت مسیح نے اپنی آمد ثانی کے لئے کی ہے۔ دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مقدس خواہش

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 24 سٹیم پریس قادیان طبع سوم 1935ء)

دنیا کے کسی بھی قانون اور طریق سے اس خواہش کے پورا ہونے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ ایک مکان کے گرد کروڑوں بلکہ اربوں احمدیوں کے مکانات ہوں اور ہر ایک گھر میں اس کی کھڑکی کھلے ناممکن ہے۔ مگر اس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی اسے ممکن کر دکھایا ہے اور آج ایم ٹی اے کی شکل میں حضرت مسیح موعودؑ کو ایک ایسا عالمی مکان میسر آ گیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور ہر گھر سے ہر وقت رابطہ ہے۔ مسیح موعودؑ کا جانشین اور اس کا مقرر کردہ نظام ہمہ وقت تمام احمدیوں کی رہنمائی پر مستعد ہے۔ صرف ٹیلی ویژن کی کھڑکی کھولنے کی دیر ہے اور روحانی مائدہ سے سیرابی شروع ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے جنوری 1900ء میں تحریر فرمایا اور 1994ء سے خدا تعالیٰ نے اس خواہش کی تکمیل کے سامان شروع فرما دیئے جو اس زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ گئے ہیں اور مزید دوطرفہ تعلقات کے ذریعہ ٹیلی ویژن کی یہ کھڑکی اور زیادہ مؤثر ہوتی جا رہی ہے۔

جس مکاں کی آرزو مہدی کو تھی
ہو بہو ویسا مکاں ہے ایم ٹی اے
سب گھروں میں احمدی احباب کے
کھلنے والی کھڑکیاں ہے ایم ٹی اے

خلفائے سلسلہ کی پیشگوئیاں

حضرت مصلح موعودؓ کی بشارت

حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف رنگوں میں اس عالمی مواصلاتی نظام کی خبر دی۔ کہیں واضح بشارات اور کہیں ایسی پاک خواہش کے طور پر جسے خدا نے پیشگوئی میں تبدیل کر کے پورا فرمایا: 1936ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس ایجاد کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

’’میں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعودؑ اشاعت کے ذریعہ دین اسلام کو کامیاب کرے گا اور قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لئے پریس جاری کر دیئے اور پھر آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آ سکتا ہے کہ مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں۔

(روزنامہ الفضل قادیان 19/ دسمبر 1936ء)

عالمی درس القرآن

مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ 7/ جنوری 1938ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا: اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہو گی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان 13/ جنوری 1938ء)

1995ء کے عالمی درس قرآن کے ایام میں الفضل کے مطالعہ کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد خاکسار کے علم میں آیا تو اسے حضور کی خدمت میں بھجوانے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 19/ فروری 1995ء کو عالمی درس قرآن میں خلافت احمدیہ کی آسمانی نصرت اور تائید کے ضمن میں یہ پیشگوئی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اب میں آپ کو بتاتا ہوں دیکھیں حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی یہ اس موقعے کے لئے استعمال ہوسکتی تھی۔ بہت عمدہ بات تھی مجھے تو خیال نہیں گیا مگر عبدالسمیع خان صاحب ربوہ نے اس عالمی درس سے متاثر ہو کر ایک پیشگوئی بھجوائی ہے جو اس بات کی مؤید ہے بڑی کھلی کھلی مؤید ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے ایک خلیفہ کی بیعت کی ہے تو درست کی ہے اس خلیفہ کو خدا نے مقرر فرمایا ہے وہ کمزور ہو، ناکارہ ہو خدا اپنے تقرر کی غیرت رکھتا ہے اور حفاظت فرماتا ہے اور اس کے مخالفین کو ضرور نامراد کیا کرتا ہے۔ پس ہر وہ اختلاف جو مخالفت سے اگا ہے وہ اس پودے کی طرح ہے اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَہَا مِنۡ قَرَارٍ (ابراہیم:27) اسے تو ضرور اکھاڑا جائے گا وہ شجرہ خبیثہ ہے اس کو قرار نہیں ملے گا۔ یہ میں بتا دیتا ہوں Warning کے طور پر۔ لیکن سچے پاک اختلاف جو کثرت سے مجھے ملتے ہیں ان کے خلاف کوئی ردعمل نہیں ہے ہرگز نعوذباللہ من ذالک۔ نہ کسی ایک معین شخص کے متعلق میں اعلان کر رہا ہوں کہ وہ منافق ہے ہرگز نہیں۔ وہ اپنا حال مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اصولی میں نے بتا دیا ہے۔ سمجھا دیا کہ کس طرح پہچانتے ہیں پھر ان کا معاملہ اور خدا کا معاملہ ہے پھر میں بیچ میں سے ایک طرف ہٹ جاؤں گا۔

یہ سنیے! مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ 7/ جنوری 1938ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ 1938ء کو سات جنوری کو لاؤڈ سپیکر لگتا ہے اور یہ اتنا بڑا واقعہ ہے اس زمانے کے لحاظ سے کہ حضرت مصلح موعودؓ اس پہ خطبہ دیتے ہیں اور اس وقت میں دس سال کا تھا۔ 1928ء میں پیدا ہوا ہوں آخر پر۔ تو اس وقت وہ خطبے میں فرما رہے ہیں۔ اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو سکے گا۔ اب بتائیں کہ میرے جیسے جاہل نادان بچے کا وہاں موجود ہونا کوئی تصور بھی کر سکتا تھا کہ یہ وہ لڑکا ہو گا جو اٹھے گا اور اس پیشگوئی کا مصداق بنے گا۔ فرماتے ہیں:

’’ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمنی کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔‘‘

اس طرح خدا اپنے نشان ظاہر کرتا ہے پھر کیوں شکوک اور وہموں میں مبتلا ہو کر تم اپنی عاقبت کے درپے ہوتے ہو لیکن اگر خالص ہوا اپنے عہد بیعت میں اور خدا کی تائید تمہیں یقین دلا رہی ہیں کہ یہ درست فیصلہ تھا بیعت کا تو پھر اپنے طرزعمل میں وہ ادب اختیار کرو جو لازم ہے۔ میرے جیسے کمزور انسان کے لئے نہیں بلکہ نفخ روح کے تقاضے کی وجہ سے کیونکہ جس خلیفہ کو خدا بناتا ہے جو اس کے مسند پر بیٹھتا ہے وہ اسی نفخ روح سے برکت پاتا ہے۔ نئی نفخ روح اس پر نہیں ہے لیکن اسی نفخ روح سے برکت پاتا ہے۔ نئی نفخ روح اس پر نہیں ہے لیکن اسی نفخ روح سے برکت پاتا ہے اس لئے اس مقام کو کبھی نظر سے نہیں ہٹانا اور ذاتی طور پر جو میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں مجھے بہتر پتہ ہے، میں نہایت ناکارہ انسان ہوں، علمی لحاظ سے کمزور، بسااوقات اتنی غلطیاں کرتا ہوں کہ سارے خلفاء نے مل کر جو ظاہری علم کی غلطیاں ہیں۔ میں پھر بتا رہا ہوں ظاہری علوم کی وہ اتنی ان کی نہیں ہوں گی جتنی میں اکیلا ہی کر چکا ہوں اب تک پھر بھی اللہ برداشت فرما رہا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ غلطیاں بشری کمزوریاں ہیں، بچپن کی غلط Schooling کے نتیجے میں۔ میری تربیت اللہ اور طرح فرما رہا تھا سکول کے وہ پڑھنے والے مولوی بن رہے تھے۔ وہ اور طرح بن رہے تھے۔ ظاہری علوم پہ جو نہیں دسترس ہوئی وہ مجھے نصیب نہیں ہوئی میں جانتا ہوں مگر اگر وہ ہوتی تو یہ نہ ہوتا جو اب نصیب ہے اس لئے جن تقاضوں کے پیش نظر اللہ مجھے تیار کر رہا تھا ان میں ان غلطیوں کا شامل ہونا ایک لازمی حصہ ہے اس لئے ان سے کوئی غلط نتیجہ نہ نکالیں مگر خدا کی تائید ہر حال میرے ساتھ ہی رہے گی اور ہر خلیفہ کے ساتھ ہے جب تک مسیح موعودؑ کے اعلیٰ مقاصد پورے نہیں ہوتے اسی طرح جاری رہے گی اور جو شخص اس سے تعلق کاٹ لے گا اس کا خدا سے تعلق کاٹا جائے گا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اپنے وفا کے تقاضوں کو کماحقہ ادا کریں۔

اور ایک اور لطیف بات جو عبدالسمیع خان صاحب نے اس میں بیان کی ہے یہ بیان ہے کہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ 7/جنوری 1938ء کو حضرت مصلح موعودؓ یہ پیشگوئی کر رہے ہیں اور ماریشس سے اس عالمی پروگرام کے آغاز کا آپ نے اعلان کیا ہے۔ 7/جنوری کے متعلق بتایا تھا کہ 7/جنوری سے یہ عالمی پروگرام جو ٹیلی ویژن کے ذریعے تمام عالم کو مربوط کرنے کا انتظام ہے یہ شروع ہو جائے گا۔ تو عین اسی دن یہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور اللہ کی شان دیکھیں۔ میں تو نکما سا، کھلنڈرا سا لڑکا تھا وہاں بیٹھا ہوتا تھا اپنے کپڑوں کا بھی ہوش نہیں تھا... تو لوگ مجھے دیکھ کر ہنسا کرتے تھے یہ کس قسم کے بیہودہ لباس میں پھرتا ہے لیکن اللہ کی شان ہے جس کو چاہے جو بنادے اور اس کی تائید پھر ایسی کرتا ہے کہ اس کو پھر کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی وہ آسمان پر چمکتی ہے... اپنی ذات کو مرکزی نقطہ بنانے کے طور پر پیش نہیں کر رہا محض بعض لوگوں کے شکوک دور کرنے کی خاطر بتا رہا ہوں کہ اس الٰہی منصوبے میں جو اول اور آخر طور پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر بنایا گیا تھا اور مسیح موعودؑ کے زمانے میں اس کا ظہور مقدر تھا اس عاجز کو اس کا ایک معمولی ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے یہ سعادت بھی کوئی کم سعادت نہیں ہے۔

(الفضل 7/ جنوری 1999ء)

زمیں سے دیکھ لو جاتی ہے یہ کیسے ستاروں تک
امامِ وقت کی آواز دنیا کے کناروں تک
ادھر بولے اُدھر پہنچے کروڑوں جاں نثاروں تک
حصاروں سے نکل کے مرغزاروں، ریگزاروں تک
برستی آسماں سے ہے مئے عرفان ایم ٹی اے

احمدیت کی فجر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الفجر کی ابتدائی آیات وَالْفَجْرِ ﴿۲﴾ وَلَیَالٍ عَشْرٍ ﴿۳﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۴﴾ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ﴿۵﴾ سے استنباط کرتے ہوئے ٹھوس دلائل کے ساتھ احمدیت کی ترقی کے کئی ادوار کا ذکر کیا اور 1945ء میں پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا: آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصے کے بعد ہو احمدیت کی ایک فتح آج سے آٹھ سال بعد ہو گی یا آج سے 34 سال بعد یا 37 سال بعد ہو گی یا آج سے 46 سال بعد ہو گی یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہو جائے گی کیونکہ پیشگوئیوں میں دن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں۔

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 529)

1945ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بیان کردہ سالوں کو جمع کیا جائے تو یہ علی الترتیب 1953ء، 1979ء، 1982ء اور 1991ء قرار پاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بعد جماعت ترقیات کے نئے ادوار میں داخل ہوتی ہے۔

1945+8= 1953ء پاکستان میں فسادات کے بعد جماعت احمدیہ ایک نئی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

1945+34 = 1979ء۔ یہ وہ سال ہے جب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے فزکس میں نوبیل انعام حاصل کیا۔

1945+37 = 1982ء۔ میں خلافت رابعہ قائم ہوئی۔ تبلیغ اور پھر ہجرت کے بعد عالمی ترقیات کا دور شروع ہوا۔

1945+46 = 1991ء میں حضور قادیان کے صد سالہ جلسہ سالانہ میں تشریف لے گئے۔

اگست 1992ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات چار براعظموں میں نشر ہونے شروع ہوئے۔ اس طرح چاروں پہلوؤں سے سورۃ الفجر کے باریک اشارے اظہر من الشمس ہو گئے۔

سلسلہ سوال و جواب

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا میں ایم ٹی اے پر ٹیلی فون کالوں اور اعتراضوں کا جواب دینے کا ذکر بھی موجود ہے۔ فرماتے ہیں: اس رؤیا کے شروع میں میں نے دیکھا کہ کسی سرکاری افسر نے کوئی تقریر ایسی کی ہے جس میں احمدیت پر کچھ اعتراضات ہیں اس کو سن کر حضرت مسیح موعودؑ ایک پبلک فون کی جگہ پر چلے گئے ہیں اور فون پر اس کی تردید شروع کی ہے مگر بجائے آپ کی آواز فون میں جانے کے ساری دنیا میں پھیل رہی ہے اس فون میں آپ نے سب اعتراضوں کو رد کیا ہے جو اس افسر کی طرف سے کئے گئے ہیں۔

(الفضل 5/ اکتوبر 1954ء صفحہ 3)

خلافت خامسہ میں ایم ٹی اے پر Live سوال و جواب کے پروگرام کئی زبانوں میں نشر ہو رہے ہیں۔ جو دشمنوں کے ہر اعتراض کو رد کر رہے ہیں۔ ٹیلی فون پر وہ سوال آتا ہے اور پھر ساری دنیا میں وہ آواز پھیل جاتی ہے۔ ان میں راہ ھدیٰ خصوصیت سے ذکر کے قابل ہے۔

بٹا رہتا ہے ڈشوں میں مائدہ
سب کی بھرتا جھولیاں ہے ایم ٹی اے
جلوہ فرما جس پہ ہے مہدی مرا
اب وہ تختِ قادیاں ہے ایم ٹی اے

بلادِ عرب میں قبولیت

حضرت مصلح موعودؓ کی درج ذیل رؤیا میں خلافت خامسہ میں بلادِ عرب میں احمدیت پھیلنے کی طرف خاص اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ 23/ نومبر 1945ء میں فرماتے ہیں:

’’تین چار دن ہوئے، میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں عربی بلاد میں ہوں اور ایک موٹر میں سوار ہوں۔ ساتھ ہی ایک اور موٹر ہے جو غالباً میاں شریف احمد صاحب کی ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے اور اس میں کچھ ٹیلے سے ہیں۔ جیسے پہل گام، کشمیر یا پالم پور میں ہوتے ہیں۔ ایک جگہ جا کر دوسری موٹر جو میں سمجھتا ہوں میاں شریف احمد صاحب کی ہے کسی اور طرف چلی گئی ہے اور میری موٹر اور طرف۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موٹر ڈاک بنگلے کی طرف جا رہی ہے۔ بنگلہ کے پاس جب میں موٹر سے اترا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے عرب جن میں کچھ سیاہ رنگ کے ہیں اور کچھ سفید رنگ کے، میرے پاس آئے ہیں میں اس وقت اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف جانا چاہتا ہوں لیکن ان عربوں کے آجانے کی وجہ سے گیا ہوں۔ انہوں نے آتے ہی کہا:

السلام علیکم یاسیدی۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ من أین جئتم؟ کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ جئنا من بلاد العرب وذھبنا الی قادیان وعلمنا أنك سافرت فاتبعناك علمنا أنك جئت الی ھذا المقام۔ یعنی ہم عربی بلاد سے آئے ہیں اور ہم قادیان گئے اور وہاں معلوم ہوا کہ آپ باہر گئے ہیں اور ہم آپ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس پر میں نے ان سے پوچھا کہ لأیّ مقصد جئتم؟ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہو؟ تو ان میں سے لیڈر نے جواب دیا کہ جئنا لنستشیرك في الامور القتصادیة والتعلیمیة اور غالباً سیاسی اور ایک اور لفظ بھی کہا۔ اس پر میں ڈاک بنگلہ کی طرف مڑا اور ان سے کہا کہ مکان میں آ جائیے، وہاں مشورہ کریں گے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میز پر کھانا چنا ہوا ہے اور کرسیاں لگی ہیں اور میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی انگریز مسافر ہوں۔ ان کے لئے یہ انتظام ہو اور میں آگے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر کچھ پھل اور مٹھائیاں رکھی ہیں اور ارد گرد اس طرح بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے کہ عرب گھروں میں ہوتی ہے۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے کو کہا اور دل میں سمجھا کہ یہ انتظام ہمارے لئے ہے۔ ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اس رؤیا سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے بلاد عرب میں احمدیت کی ترقی کے دروازے کھلنے والے ہیں۔

(مطبوعہ الفضل 17/ دسمبر 1945ء)

خاکسار کے خیال میں:

- حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مراد ہیں۔
- ان کی موٹر حضرت مصلح موعودؓ کی موٹر سے دوسری طرف جانے سے مراد الگ الگ حکمت عملی ہے جو پہلے اور تھی یعنی کتب اور اخبارات کے ذریعہ تبلیغ ہو رہی تھی اور اب ایم ٹی اے کے ذریعہ نیا رخ اختیار کر گئی ہے۔
- عرب حضور سے قادیان میں نہیں ملے بلکہ سفر کے دوران باہر ملے ہیں۔ اس سے مراد حضور کا مستقر لندن ہے۔ اسی لئے رؤیا میں انگریزوں کا ذکر بھی ہے۔
- پھلوں سے مراد بیعتیں ہیں۔

چنانچہ پیشگوئیوں کے مطابق عربوں میں دعوت الی اللہ کا جو وسیع کام ہو رہا ہے اس کی تفاصیل حضور انور ایدہ اللہ جلسہ سالانہ کے خطابات اور خطبات جمعہ میں ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔ یہاں اس کو دہرانے کی گنجائش نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تصریحات

25-30 سال میں انقلاب

جوں جوں ان پیشگوئیوں کے روبہ عمل ہونے کا زمانہ قریب آتا گیا۔ الٰہی تفہیمات بھی واضح ہوتی چلی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا تعالیٰ نے ان معین سالوں کی بھی خبر دے دی جن میں اس واقعہ کا آغاز ہونا تھا۔ چنانچہ آپ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد فرمایا:

میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کون سی خوش قسمت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی۔ وہ افریقہ میں ہوں گے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہو گی۔

(خطبہ جمعہ 10/ دسمبر 1965ء روزنامہ الفضل ربوہ 19/ جنوری 1966ء)

پچیس تیس سال کا یہ زمانہ 1990ء اور 1995ء کا درمیانی عرصہ ہے۔

چنانچہ آپ نے بعد میں ان معین سالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: 1990ء

سے 1995ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے۔(روزنامہ الفضل ربوہ 14/ اگست 1973ء) اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بشارات

1۔ ایم ٹی اے خلافت رابعہ کے 12 ویں سال میں شروع ہوا مگر اس کے اجراء سے پہلے ہی غیر محسوس طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے منہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیئے اور ایسی خواب بھی دکھائی جو ایم ٹی اے پر پوری اترتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نظم جو پہلی دفعہ 27/ دسمبر 1983ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھی گئی اس میں آپ نے دشمنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:؎

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

یہ الفاظ تو حضور کے تھے مگر الٰہی تقدیر اور تصرف کے تابع تھے جن میں شش جہات میں حضور کی آواز پہنچنے کی تحدی کی گئی تھی۔حضور نے اس شعر کے متعلق ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:ایک صاحب نے یہ لکھا کہ جب ہم یہ خطبہ سن رہے تھے تو مجھے آپ کا وہ شعر یاد آ گیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ:؎

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

اس نے لکھا کہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آواز ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بظاہر اتفاقی باتیں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جب ان میں تقدیر ڈالتا ہے تو الفاظ درست ہو جایا کرتے ہیں۔ عام طور پر چار دانگ عالم میں ساری دنیا میں چاروں طرف کے محاورے استعمال کئے جاتے ہیں۔ آواز کے شش جہات میں پھیلنے کا محاورہ میرے علم میں نہیں آیا کہ پہلے کبھی استعمال ہوا ہو۔لیکن اس وقت میں نے بغیر سوچے ہوئے یعنی بغیر کوشش کے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں یا کیا کہہ رہا ہوں شش جہت کا لفظ مجھے اچھا لگا اور وہی محاورہ میرے منہ سے نکلا اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعے شش جہات میں جو استعمال ہو رہی ہیں کیونکہ چاروں طرف کا سوال نہیں ہے۔ آواز اور تصویر پہلے آسمان کی طرف جاتی ہے پھر آسمان سے زمین کی طرف اترتی ہے پھر چاروں طرف پھیلتی ہے تو خدا تعالیٰ نے شش جہات کے لفظ بھی پورے فرما دیئے۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ تصرفات کے تابع بعض الفاظ انسان کے منہ سے نکلتے ہیں خود کہنے والے کو ان کی کنہ کا علم ہی نہیں ہوتا کہ میں کیوں کہہ رہا ہوں اور بعد میں یہ بات کیا بن کر نکلے گی۔تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔
(روزنامہ الفضل 12/ جنوری 1993ء)

؎ بلند سے بلند تر عظیم سے عظیم تر
قریب سے قریب تر خدائے مہربان ہے
ہے گونج شش جہات میں صدائے حق شناس کی
اب احمدی جیالوں کی زد میں آسمان ہے

2۔ نصرت جہاں کی آمد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 9/ جون 1986ء کو خطبہ عید الفطر میں اپنی تازہ رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے رؤیا میں دیکھا کہ قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو بڑا باغ کہلاتا ہے وہاں سڑک کے پاس کھڑا ہوں اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم ایسی صحت کے ساتھ کہ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں آپ کو ایسی صحت میں کبھی نہیں دیکھا تھا سیدھی چلتی ہوئی اور تنہا ہیں، کوئی اور ساتھ نہیں ہے وہ میری طرف ایک عجیب پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بڑھتی ہوئی چلی آ رہی ہیں۔ گویا میری ہی آپ کو تلاش تھی۔ اس وقت میرے دل کی کیفیت عجیب ہے۔ میں بے قرار ہوں کہ دونوں ہاتھوں سے آپ کا ہاتھ تھاموں اور اسے بوسے دیتا چلا جاؤں۔

حضرت اماں جان (جن کا نام نصرت جہاں پیش نظر رہنا چاہئے۔ اسی میں دراصل بڑی خوشخبری ہے۔ ویسے آپ کی ذات بھی بڑی مبارک تھی اس میں بھی کوئی شک نہیں۔لیکن ذات کے ساتھ نام مل کر ایک مکمل خوشخبری بنتی ہے) آپ مجھے دیکھ کر ایک شعر پڑھتی ہیں۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا اور میں اسے خواب کے دوران بھی شرمندگی اور انکساری کی وجہ سے یاد رکھنا نہیں چاہتا تھا، یعنی مجھے دہراتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی تھی۔ اس شعر کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ جیسے شمع کو خود اپنے پروانے کی تلاش تھی اور شمع اپنے پروانے کے پاس آ گئی ہے۔ ناقابل بیان لذت تھی اس شعر میں۔ ایسا روحانی سرور تھا کہ کوئی دوسرا انسان جو اس تجربے سے نہ گزرا ہوا اس کو اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ اس شعر کو حضرت اماں جان نے دو تین مرتبہ پڑھا اور وہی پاکیزہ فرشتوں کی سی مسکراہٹ آپ کے چہرے پر تھی...اس کے ساتھ وہ زیرلب وہ شعر پڑھتی رہیں اور میں نے جواب میں کوئی شعر پڑھا اور یہ بتانے کی خاطر کہ میں اس لائق کہاں۔ اس شعر میں ایک پنجابی لفظ استعمال کیا جی آیاں نوں۔حضرت اماں جان مسکرائیں اور مجھے فوراً خیال آیا کہ اس لئے مسکرا رہی ہیں کہ تم اپنے جوش میں یہ بھول گئے ہو کہ اردو میں پنجابی ملا رہے ہو لیکن خواب میں اس رؤیا کے وقت اس سے بہتر محاورہ مجھے نظر نہیں آیا کہ آپ آئی ہیں تو جی آیاں نوں۔ اہل پنجاب اس محاورے کی لذت سے آشنا ہیں۔ بے اختیار جب بہت ہی پیار آئے کسی آنے والے پر اور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہ سمجھے کہ وہ آنے والا اسے اعزاز بخش رہا ہے، اس کے گھر چلا آیا ہے، تو بے اختیار پنجاب میں خصوصاً عورتوں کے منہ سے یہ آواز نکلتی ہے، یہ نعرہ بلند ہوتا ہے جی آیاں نوں۔ جی آیاں نوں۔ اس کے ساتھ حضرت اماں جان مجھے لے کر جو دارالشیوخ کا علاقہ ہے سڑک کے پار کوئی حویلی ہے اس میں لے جاتی ہیں اور اس پر وہ خواب ختم ہو گئی۔۔۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس رؤیا کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اس میں جماعت کے لئے بھی پیغام ہے اور دشمنوں کے لئے بھی کہ تم ایک ملک میں اس کی ترقی روکنا چاہتے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب فرمائے گا۔(خطبہ عیدالفطر 9/ جون 1986ء) اس نصرت الٰہی کی تفصیل میں خصوصی بشارت بھی موجود تھی کہ امام یعنی شمع جو اپنے پروانوں کیلئے بے قرار ہے اسے خدا یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ اپنے پروانوں کے پاس پہنچ جائے۔اور اردو میں پنجابی ملانے سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ یہ واقعہ اردو دانوں اور اہل پنجاب کے لئے خاص طور پر خوشی کا موجب ہو گا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔

الغرض ان تمام پیشگوئیوں کے الفاظ مختلف ہیں، تمثیلات مختلف ہیں مگر ان کے اندر ایک ربط موجود ہے۔سب کا منشاء ایک ہی ہے۔سب کی انگلی ایک سمت اٹھ رہی ہے اور سب نے مل کر ایم ٹی اے کے وہ رنگ پیدا کئے ہیں جو آجکل احمدیت کی سچائی کو دنیا پر آشکار کر رہے ہیں۔

سوشل میڈیا کے متعلق پیشگوئیاں اور خلافت خامسہ

اللہ تعالیٰ علم الغیوب جانتا تھا کہ انسان ٹیلی ویژن کے بعد سوشل میڈیا کے دور میں داخل ہو گا اس لئے اس نے یہ پیشگوئیاں بھی کروا دیں کہ امام مہدی اسے اسلام کی ترقی کے لئے استعمال کرے گا۔ایسی تمام پیش خبریاں خلافت خامسہ میں پوری ہو رہی ہیں اور احمدیت کا پیغام بڑی تیزی اور وسعت کے ساتھ پھیل رہا ہے ملاحظہ ہوں۔

امام مہدی کے متعلق یہ پیش گوئی بھی تھی کہ ان کے لیے دنیا ایک ہتھیلی کی مانند ہو جائے گی اور کسی شخص کے ہاتھ پر بال بھی رکھا ہو گا تو امام اسے دیکھ لے گا۔
(بحار الانوار جلد 12 صفحہ 330)

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں سائنسی ترقی اپنے عروج پر ہو گی اور تمام دنیا کے حالات سے آگاہ رہنا ممکن ہو گا اور امام مہدی بھی اس سے فائدہ اٹھا کر تمام عالم کی رہنمائی کرے گا۔ یہ عجیب پیش گوئی بھی خلافت خامسہ میں پوری ہو رہی ہے جدید مواصلاتی نظام کے ذریعہ ساری دنیا گویا سمٹ کر ایک ہتھیلی میں آ گئی ہے اور امام بھی تمام معاملات سے ہمہ وقت باخبر ہے اور اس کی روشنی میں ہدایات جاری کرتا ہے۔

اسی مضمون میں آگے چل کر سوشل میڈیا اور سمارٹ فون کا بھی ذکر ہے حیرت انگیز طور پر امام مہدی کے زمانہ اور اس کے کاموں کی عجیب تفصیل بیان کی ہے۔حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں جب امام قائم ظہور و قیام فرمائیں گے تو آپ روئے زمین پر جتنے ممالک ہیں ان میں اپنا ایک ایک آدمی روانہ کریں گے اور اس سے فرمائیں گے کہ تمہارے لیے کچھ ہدایات تمہارے ہاتھ کی ہتھیلی میں ہیں جب بھی کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے کہ تم اس میں کیا فیصلہ کرو تو تم اپنی ہتھیلی پر نظر کرو اور اس پر جو ہدایت درج ہو پڑھ کر اس پر عمل کرو۔
(بحار الانوار جلد 12 صفحہ 405)

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ امام مہدی کے مبلغین اور نمائندے اور عہدے دار دنیا کے تمام ممالک میں موجود ہوں گے اور سمارٹ فون، فیس بک اور سوشل میڈیا کے ذرائع میسر ہوں گے اور امام وقت کی ہدایات کے حصول کا سبب ہوں گے اور جب بھی کوئی الجھن یا مسئلہ پیدا ہو گا تو وہ ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھے سمارٹ فون سے ہی امام وقت کی ہدایات حاصل کر سکیں گے یہ پیش گوئی بھی اسی مبارک دور میں پوری ہو رہی ہے جب ہتھیلی میں پکڑے ہوئے موبائل فون رہنمائی کا تیز ترین ذریعہ ہیں اس پر ایم ٹی اے، الاسلام لائبریری، حضور کے خطبات، کلاسز،

بقیہ صفحہ 13 پر

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 71

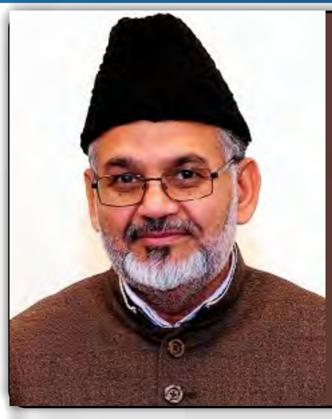

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 2/ اگست 2011ء میں صفحہ 20 پر اپنے عربی سیکشن میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ عربی زبان میں نصف صفحہ پر حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔

اس خطبہ جمعہ میں حضور انور نے رمضان المبارک کی اہمیت و برکات پر قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنی تلاوت فرمائیں۔

(1) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۗ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۖ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

(البقرۃ:186)

ترجمہ:رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

(2) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

(البقرۃ:184)

ترجمہ:اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

(3) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

(البقرۃ:122)

ترجمہ:وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔

(4) وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

(النمل:92)

ترجمہ:اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں۔

(5) وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ

(النمل:93)

ترجمہ:اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔

(6) وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۱﴾

(الفرقان:31)

ترجمہ:اور رسول کہے گا اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

حضور انور نے جو حدیث نبویہ بیان فرمائی:

اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَ اِنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

ترجمہ:جبرائیلؑ ہر سال ایک دفعہ قرآن کا دَور مجھ سے کیا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دَور کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات و ملفوظات سے

’’اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ تم قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ اسی میں تمہاری زندگی ہے‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13) حضور انور نے فرمایا کہ اس میں تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ نہ ہو صرف اس کو پڑھو بلکہ عمل کی طرف توجہ دلائی گئی ورنہ روحانی زندگی کا بالکل مزانہ ہوگا۔‘‘

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ:

’’جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ بھی پڑھا جس میں آپ فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو! قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ اُن لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں، لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں، اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے۔ یہ علم اُس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اُس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اُسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اُس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اُس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔‘‘

(خطبات مسرور جلد نہم صفحہ 619-620)

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 5/ اگست 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’رمضان المبارک اور قبولیت دعا‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں پہلے رمضان المبارک کی اہمیت اور برکات بیان کی گئی ہیں اور رمضان المبارک سے ملنے والے سبق کی طرف توجہ دلائی گئی پھر قبولیت دعا کے بارے میں آیت کریمہ (البقرہ:187) کی روشنی میں ’’جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔‘‘ یہی بات اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اور وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کو جواب دیتا ہے۔ لیکن اس آیت میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کی شرائط بیان کی ہیں یعنی پھر ایسے بندے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ کی شرط کو پورا کریں۔ حضرت عمرؓ کی یہ روایت بھی درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اِس ماہ اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔ اس کے بعد قبولیت دعا کے طریق لکھے گئے ہیں۔

پہلا طریق قبولیت دعا کا: فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ میں ہے۔ تم میری ہر بات ماننا۔

دوسرا طریق: وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ۔ مجھ پر ایمان بھی لائیں۔

تیسرا طریق: قبولیت دعا کے لئے یہ ہے کہ کسی انسان کے دکھ اور تکلیف کو دور کرے کیونکہ جو خدا کے بندوں پر رحم کرتا ہے خدا اس پر رحم کرتا ہے اور اس کی دعا قبول ہوگی۔

چوتھا طریق: دعا سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف بیان کرے۔

پانچواں طریق: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس ضمن میں چند احادیث بھی درج کی گئی ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا۔ نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء بیان کی اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے جلد بازی سے کام لیا اور صحیح طریق سے دعا نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں دعا کرنے لگے تو پہلے اپنے رب کی ثناء بیان کرے پھر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجے اس کے بعد حسب منشاء دعا کرے۔‘‘

چھٹا طریق: اپنی دعا سے قبل اپنے کپڑوں اور بدن کو بھی صاف کر لے۔ کیوں کہ اسلام نے تمام عبادتوں کے لئے صفائی کو شرط قرار دیا ہے۔

ساتواں طریق: اپنی دعا سے قبل وہ دعائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرنا ہی ہے پڑھے۔ مثلاً دین اسلام کی برتری اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور قدرت کے اظہار اور غلبہ کے لئے پھر بعد اس کے اپنی حاجات بیان کرے۔ اس قسط میں اتنی باتیں لکھی گئی تھیں۔

ہفت روزہ نیو یارک عوام نے اپنی اشاعت 5 تا 11/ اگست 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''رمضان المبارک اور قبولیت دعا'' کی پہلی قسط خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ یہ مضمون وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

چینو چیمپئن نے اپنی اشاعت 6 تا 12/ اگست 2011ء میں صفحہ B5 پر ایک مختصر سی خبر شائع کی ہے۔ خبر کا عنوان ہے: ''رمضان کا مہینہ شروع ہوگیا ہے۔''

اخبار لکھتا ہے یکم اگست سے مسلمانوں کا بابرکت ماہ صیام شروع ہو چکا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ مسلمان صبح سے غروب آفتاب کچھ کھائیں اور پئیں گے نہیں۔ مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے کہا کہ رمضان اس لئے آتا ہے کہ ہم تقویٰ اور محبت الٰہی میں مزید قدم آگے بڑھائیں، تقویٰ کے ساتھ اپنی اصلاح بھی مدنظر ہوگی نیز صبر کا خلق بھی اپنانا ہوگا اور خدمت خلق بھی۔

خبر کے آخر میں لکھا ہے کہ کوئی بھی ہماری مسجد آسکتا ہے اور رمضان کی عبادتوں میں حصہ لے سکتا ہے۔ نیز شام کو درس القرآن اور ڈنر میں بھی شامل ہوسکتا ہے۔

یوکے ٹائمز انٹرنیشنل۔ لندن یوکے۔ نے اپنی اشاعت 11/ اگست 2011ء میں صفحہ 7 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''عدل و انصاف کا فقدان اور یوم آزادی'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے وطن عزیز میں یوم آزادی اور وہاں کے تشویشناک حالات کے بارے میں بتایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ سے گذر رہے ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور استطاعت کے مطابق نمازیں، روزے، صدقہ وخیرات اور دیگر نیکی کے کاموں سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس بابرکت مہینہ ہی میں اس دفعہ وطن عزیز میں 14/ اگست کے حوالہ سے یوم آزادی بھی جوش وخروش سے منایا جائے گا۔ خدا کرے کہ رمضان المبارک جو سبق دینا اور سکھانا چاہتا ہے قوم وہ سبق بھی حاصل کرے۔ اس دن روایتی طور پر ارباب حل و اقتدار سلامیاں بھی لیں گے اور ملک و قوم کے لئے سلامتی کی دعائیں بھی مانگی جائیں گی۔

خاکسار نے اس مضمون میں روزنامہ ایکسپریس 12/ جنوری 2010ء سے جناب جاوید چوہدری صاحب کے کالم کا ایک حصہ بھی لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عذاب اور کس کو کہتے ہیں؟

''پاکستان اس وقت دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا سب سے بڑا اتحادی ہے۔ ہم اس جنگ میں وہ سب کچھ کھو چکے ہیں جو 62 برسوں میں حاصل کیا تھا۔ ہماری معیشت آخری دموں پر پہنچ چکی ہے۔ ہماری انڈسٹری، کاروبار، سیاحت اور بازار بند ہو چکے ہیں، پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کے تعلیمی ادارے تک دہشت گردی کی وجہ سے بند ہوگئے تھے۔ پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری ختم ہوچکی ہے۔ پورے ملک کا انفراسٹرکچر ٹوٹ چکا ہے۔ ملک میں 18-18 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ تمام بڑے شہروں پر خودکش حملوں کے خطرات منڈلاتے رہتے ہیں۔ ہمارے قبائلی علاقوں میں جنگ ہو رہی ہے۔ اس لئے پہلے سوات میدان جنگ تھا سوات کی جنگ ختم ہوگئی مگر زندگی ابھی تک وہاں پر معمول کے مطابق نہیں آئی۔ سارا معاشرہ بے روزگاری، مہنگائی، تشدد، دہشت گردی، ڈپریشن اور لالیسنیس (Law Lessness) کی انتہا کو چھو رہا ہے اور اس جنگ میں ہمارے اتنے فوجی افسر اور فوجی نوجوان شہید ہو چکے ہیں جتنے 3 جنگوں میں نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اس خدمت کا صلہ ہمیں تذلیل، بے عزتی اور توہین کی شکل میں مل رہا ہے۔''

خاکسار نے یہ اتنا حصہ لکھ کر بتایا کہ میں اس تراشہ کے سیاسی پہلوؤں پر تو گفتگو نہیں کرنا چاہتا لیکن اخلاقی پہلوؤں کو ضرور چھوؤں گا کہ جس قوم کے اخلاق بگڑ جائیں وہ پھر عذاب ہی کی مستحق ہوتی ہے اور ہر قسم کی آفتیں اس پر آتی ہوتی ہیں۔ ایسے میں یوم آزادی کا کیا مطلب ہوگا؟

وہ کیا عزائم اور مقاصد تھے جن کی بنیاد پر پاکستان کو حاصل کیا گیا تھا۔ قائد اعظم کا پاکستان بنانے کے لئے وہ کون سا خواب تھا جو آج تک شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا؟ جس ملک میں انصاف کا فقدان ہوجائے جس ملک میں انسانیت کی عزت و احترام ختم ہوجائے۔ جس ملک میں لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت، بے ایمانی اپنی حدوں کو بھی پھلانگ جائے وہاں کس قسم کی یوم آزادی منائی جائے گی؟

قوم کس بات پر نازاں ہے کہ ہم بے ایمانی میں بڑھ گئے ہیں! قوم کس بات پر خوش ہے کہ ہم نے گزشتہ 63 سالوں میں اپنے ہی لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کافر بنا دیا!

قوم کس بات پر نازاں ہے اور فخر سے سر بلند کر رہی ہے کہ ملاں ازم کا بھوت حکومت کے سر پر سوار ہے۔ جو ان کی گردن کو اب خدائے واحد کے آگے جھکانے کی بجائے ملاں ازم کے آگے جھکا رہا ہے۔ جس قوم میں عزت و احترام ختم ہوجائے۔ مذہب کی آڑ میں انسانی قدروں کا خون کر دیا گیا ہو۔ پھر وہ یوم آزادی کس طرح مناسکتی ہے؟

جیسا کہ میں نے کہا بس سلامیاں لے کر، مساجد میں دعائیں مانگ کر۔ یہ دعائیں جو مانگتے ہیں خدا ان کو سنتا کیوں نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قوم کرتوتوں پر شرمندہ نہیں ہوتی، تائب نہیں ہے۔ لبوں پر دعا اور دل میں کچھ اور ورنہ اللہ تعالیٰ تو ظالم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ بندے خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

خاکسار نے ایک مضمون لکھا تھا جو امریکہ کے دیگر اخبارات میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا:

Freedom isn't Freedom Without Justice

یہ ملک امریکہ جس کی اکثریت عیسائیت اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھتی ہے۔ جب اس نے اپنا آئین بنایا تو ہر ایک شخص کو خواہ وہ کسی مذہب، قوم اور ملت سے تعلق رکھتا ہو اسے اس میں پوری آزادی دی ہے۔ وہ کوئی بھی مذہب اختیار کرسکتا ہے لیکن وائے افسوس وطن عزیز کو آزادی حاصل کرانے میں جس گروپ اور لوگوں نے قربانیاں دیں انہیں ہی آج اس ملک میں بنیادی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔

ہر دو ملک کے آئین اور قوانین کو دیکھئے آپ کو بہت بڑا فرق نظر آئے گا۔ امریکہ ہر ایک کو مذہبی آزادی دیتا ہے جب کہ وطن عزیز میں یہ آزادی آئین اور قانون کے ذریعہ ختم کر دی گئی ہے۔ قائد اعظم نے تو آزادی حاصل کر کے سب کو آزادی دے دی تھی کہ تم سب آزاد ہو مساجد میں جانے میں تم آزاد ہو اپنے مندر میں جانے میں، ریاست کا تمہارے مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن جوں ہی بانی پاکستان نے آنکھیں بند کیں تو وہ آزادی سلب کر لی گئی اور اس پر فخر یہ کہ اسے اب آئین کو درجہ دے دیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ اٹل قانون بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی جو خود اپنی حالت نہیں بدلتی اور حالت بدلنے کی نشانیاں اور علامات یہ ہیں کہ قوم میں سچائی آجائے، بے ایمانی ختم ہوجائے، ہر ایک کو آزادی دی جائے۔ احترام انسانیت ہو امتیازی سلوک ختم کیا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قوم میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور تقویٰ پیدا ہوجائے۔

وطن عزیز میں رہنے والے 14/ اگست کو بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کو کس چیز پر خراج تحسین پیش کریں گے ان کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے، شائد فاتحہ خوانی بھی کریں لیکن اس کا کیا مقصد ہوگا؟

کہ اے ہمارے محسن بانیٔ پاکستان! ہم نے تیرے احسان کا بدلہ پاکستان کو ملاؤں کے اور دہشت گردوں کے سپرد کر کے پوری قوم کا جینا حرام کر دیا ہے۔ ہم نے اقلیتوں کی آزادی سلب کرلی ہے اور اب وہی ہاں وہی جنہوں نے اس ملک کی آزادی کی خاطر قربانیاں دی تھیں ان کو ان کے بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیا ہے۔ اب بتاؤ ہم تیرے احسانوں کا کس طرح شکریہ ادا کریں۔

پس میں وطن عزیز میں رہنے والے ہر دردمند پاکستانی سے عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور قائد اعظم کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں۔ صرف ساز کی دھنوں پر ہی وجد میں نہ آئیں بلکہ سیدھے راستہ پر ساری قوم کو گامزن ہونا پڑے گا اور ہر اس حرکت سے باز آئیں جو وطن کے کسی شخص کے لئے بھی امن کو برباد کرتا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ ذوالمنن کے اس قول پر بھی دھیان دیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: وَمَاكُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا کہ ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک قوم میں اپنا فرستادہ نہ بھیج دیں۔

اعلان دعا

مکرم شوکت محمود۔ ہالینڈ سے یہ اعلان بھجواتے ہیں:

خاکسار کے والد ماسٹر محمد یوسف ولد میاں عبدالرحمٰن صاحب گزشتہ چند ماہ سے عارضہ جگر کی وجہ سے کافی علیل ہیں۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور قارئین الفضل کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کے والد کو معجزانہ شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

رانا شیراز احمد۔ مبلغ سلسلہ جرمنی

کیا نبی کریمؐ شفاعت سب کی کریں گے؟

لَا یَمۡلِکُوۡنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ﴿۸۸﴾

(مریم:88)

سوائے اُسے جس نے خدائے رحمان سے عہد لے رکھا ہے کسی کو سفارش کرنے کا حق نہیں ہو گا۔

مسلمانوں میں یہ خیال عام ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تمام مسلمانوں کی سفارش کریں گے۔خواہ وہ آپؐ کی تعلیمات پر پورا اُترنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کا بھی یہی زعم ہے کہ اُلوہیتِ مسیحؑ کو ماننے والا ضرور نجات پائے گا۔خواہ کوئی ساری عمر چور بازاری میں گزار دے۔ اگر آخری دم دینے سے پہلے پہلے عیسائیت کو مان لے تو نجات یافتہ سمجھا جائے گا۔

خیر اس کی تو تردید مذکورہ بالا آیت نے کر دی۔ بلکہ اگلی آیات مزید وضاحت کر دیتی ہیں کہ اُلوہیتِ مسیح کا عقیدہ اور شفاعت لازم وملزوم نہیں۔ چنانچہ آگے فرماتا ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۹﴾ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَیۡئًا اِدًّا ﴿۹۰﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ ہَدًّا ﴿۹۱﴾

(مریم:91- 89)

اور وہ کہتے ہیں رحمان نے بیٹا اپنا لیا ہے۔ یقیناً تم ایک بہت بیہودہ بات بنالائے ہو۔ (یہ ایسی بیہودگی اور ظلم ہے کہ) قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر پڑیں۔

در اصل کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آج کل کے مسلمان کا یہ عقیدہ عیسایوں کے فلسفۂ نجات سے ملتا ہے۔ آنحضورؐ کی پیشگوئی بخاری میں موجود ہے:

عَنۡ اَبِی سَعِیدٍ الۡخُدۡرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ قَالَ:لَتَتۡبَعُنَّ سَنَنَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ شِبۡرًا شِبۡرًا وَذِرَاعًا۔بِذِرَاعٍ، حَتّٰی لَوۡ دَخَلُوا جُحۡرَ ضَبٍّ تَبِعۡتُمُوۡھُمۡ۔ قُلۡنَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ الۡیَھُودُ وَالنَّصَارٰی قَالَ:فَمَنۡ

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: تو اور کون؟

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قَوۡلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَتَتۡبَعُنَّ سَنَنَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ)

سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نجات کے لئے اتنی سی شرط پر اکتفا کیونکر کرلیا؟ ہمیں اس دنیا میں ساٹھ ستر برس گزارنے کے لئے کیوں بھیجا؟ اگر کام اتنا ہی آسان ہے تو پھر یہ بات بھی بعید نہیں کہ رسولِ کریمؐ کے قول کے مطابق ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نام رَٹ لے اپنے اُوپر جنّت واجب کرسکتا ہے:

عَنۡ اَبِی ھُرَیۡرَۃَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِؐ قَالَ:اِنَّ لِلّٰہِ تِسۡعَۃً وَتِسۡعِینَ اسۡمًا مِائَۃً اِلَّا وَاحِدًا، مَنۡ اَحۡصَاھَا دَخَلَ الۡجَنَّۃَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں۔ جو اِنہیں یاد کرلے گا جنت میں داخل ہوگیا۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید، باب اِنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ اسۡمٍ اِلَّا وَاحِدًا)

کس نے اللہ تعالیٰ کے حضور عہد لے رکھا ہے؟

اِس نظریہ کا رَدّ کہ یسوع مسیحؑ کو شفاعت کا حق ہے۔ اُوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ لیکن اِس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ حق شفاعت رکھنے والا ہمارے سید ومولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اس کے جواب میں ہمیں مندرجہ ذیل حدیث پر غور کرنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِؐ ’’اُعۡطِیتُ خَمۡسًا لَمۡ یُعۡطَھُنَّ اَحَدٌ قَبۡلِی:نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ مَسِیرَۃَ شَھۡرٍ، وَجُعِلَتۡ لِیَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِدًا وَطَھُورًا فَاَیۡنَمَا اَدۡرَكَ الرَّجُلَ مِنۡ اُمَّتِی الصَّلَاۃُ یُصَلِّی، وَاُعۡطِیتُ الشَّفَاعَۃَ وَلَمۡ یُعۡطَ نَبِیٌّ قَبۡلِی وَبُعِثۡتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً وَکَانَ النَّبِیُّ یُبۡعَثُ اِلٰی قَوۡمِہٖ خَاصَّۃً۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ تمام زمین میرے لئے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ جہاں بھی میری اُمت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے۔ (دوسرے مذاہب کی طرح انہیں عبادت خانے میں نہیں جانا پڑتا) مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کیلئے نبی مبعوث ہوتا تھا۔

(سنن نسائی کتاب الغسل والتیمم، باب التَّیَمُّمِ بِالصَّعِیدِ)

شفاعت کے معنی

یہ جاننے کے بعد کہ آیت زیرِ بحث میں مذکور شفیع کون ہے۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ شفاعت کا اصل مفہوم کیا ہے۔سو ہم جانتے ہیں کہ قرآن کریم جیسی عظیم نعمت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان بھی کر دیا کہ اُسے عربی زبان میں نازل کیا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے ان کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 138)

چنانچہ کئی سوالات اور مشکلات لفظ کی گہرائی پر غور کرنے سے حل ہو جاتے ہیں۔

لفظِ شفاعت کا مادہ ش۔ ف۔ ع ہے۔ امام راغب الاصفہانیؒ لکھتے ہیں کہ اَلشَّفۡعُ ضَمُّ الشَّیۡءِ اِلَی مِثۡلِہٖ۔یعنی شفع کے معنی کسی چیز کو اس جیسی دوسری چیز کے ساتھ ملا دینے کے ہیں۔ اسی طرح لکھا ہے کہ اَکۡثَرُ مَا یُسۡتَعۡمَلُ فِیۡ اِنۡضِمَامِ مَنۡ ھُوَ اَعۡلٰی حُرۡمَۃً وَرُتۡبَۃً اِلَی مَنۡ ھُوَ اَدۡنٰی۔یعنی اس لفظ کا اکثر استعمال کسی اعلیٰ چیز کے ساتھ ادنیٰ چیز کو ملانے پر کیا جاتا ہے۔

(مفردات الراغب صفحہ 346- 347)

ان معنوں سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی کے ستّر اَسّی سال محض عطا نہیں کئے بلکہ اِن چند سالوں کو گزارنے کے لئے طریقہ اور لائحہ عمل بھی مقرر کیا۔سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 32 اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر 22 میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے۔

شفاعت کے مضمون کو سمجھنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے مثال یوں دی ہے کہ تم بازار میں جاؤ اور دوکاندار سے کہو کہ مجھے اچھی قسم کے لنگڑے آم دو۔ وہ چند اچھے آم نکال کر تمہیں دے دیتا ہے اور تم انہیں ٹوکری میں ڈال لیتے ہو۔ اب اگر تمہیں ضرورت زیادہ ہے اور ویسے آم تمہیں اَور نہیں مل سکتے تو تم دوکاندار سے کہو گے کہ اس سے ملتے جلتے اگر کچھ چھوٹے سائز کے آم ہوں تو وہ بھی رکھ دو۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ لنگڑے آم کا سائز اَور ہو گا اِس وجہ سے کہ تمہیں ضرورت ہو گی تم ذرا چھوٹے سائز کے آم بھی لے لو گے اور کہو گے کہ یہ آپس میں ملتے ہی ہیں اگر اِن کا سائز کچھ چھوٹا ہے تو کیا ہوا۔ لیکن تم اس کی جگہ کوئی ٹوٹی ہوئی جوتی نہیں رکھو گے۔ تم اس کی جگہ کیلے کا چھلکا نہیں لے آؤ گے۔ تم اس کی جگہ آم کی گھٹلیاں نہیں لے آؤ گے تم بہرحال آم ہی لاؤ گے خواہ وہ سائز میں کچھ کم ہی ہوں۔ اسی طرح شفاعت میں بھی ایک مشابہت کا پایا جانا ضروری ہے۔

اِس مثال سے واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ آپؐ سے مشابہت پائی جائے۔یعنی جس طرح آپ نے اپنا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ہمیں بھی حتی الوسع اُس نمونہ پر چلتے ہوئے آپؐ سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جو شخص پوری کوشش کرتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے۔ جو شخص پوری کوشش کرتا ہے کہ وہ صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلے۔ لیکن باوجود اس کوشش اور جدوجہد کے اس کے اعمال میں کچھ کمی باقی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس جدوجہد اور کوشش کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انکشاف فرمائے گا اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لئے رحم کی درخواست کریں گے اور فرمائیں گے کہ اس شخص نے کوشش تو کی تھی لیکن پیچھے رہ گیا۔ اب تُو اپنے فضل سے اس کی کمی کو پورا فرمادے۔ یہی لغت والے لکھتے ہیں کہ شفاعت کیلئے ہم مثل ہونا ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ ایک قسم کی جب دو چیزیں ہوں جن میں ایک ادنیٰ ہو اور ایک اعلیٰ، تو ادنیٰ کو اعلیٰ سے ملانے کو شفاعت کہا جاتا ہے۔ یہی حقیقت اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے کہ لَا یَمۡلِکُوۡنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ﴿۸۸﴾

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب تمام انبیاء شفاعت سے انکار کریں گے اور میں خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں جھکا ہوا ہونگا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ اے محمد رسول اللہ! سجدہ سے اپنا سر اُٹھا اور اللہ تعالیٰ سے مانگ کہ تجھے دیا جائے گا اور اس کے بندوں کی شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول کی جائیگی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، باب ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا)

شفاعت کا مستحق ہونے کے لئے قرآن کریم نے دو مزید شرطیں رکھی ہیں۔فرماتا ہے لَا یَشۡفَعُوۡنَ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰی یعنی شفاعت کا مستحق بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے راضی ہو۔

(انبیاء:29)

پھر تیسرا قانون یہ کہ مَا مِنۡ شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ کوئی شخص اس وقت تک شفیع نہیں بن سکتا جب تک شفاعت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن نہ ہو۔

اگر آجکل کے مسلمان کے بقول سب مسلمان شفاعت کے مستحق ہیں بلکہ اکثر کا تو یہ خیال ہے کہ شفاعت ہے ہی گنہگار کے لئے۔تو پھر شفاعت کے لفظ اور رضاء اور اذن کی شرط کی کیا ضرورت تھی۔حقیقت یہی ہے کہ شفاعت کا مستحق وہی ہے جو سرورِ کونین کی خوبیوں پر غور کر کے اُس جیسا بننے کی پوری کوشش کرے گا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 379-375 زیرِ آیت لَا یَمۡلِکُوۡنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کا جائزہ لیتے ہوئے اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ آمین

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

30/ نومبر 1922ء دوشنبہ (سوموار)
مطابق 29/ ربیع الاول 1341 ہجری

صفحہ اول و دوم پر مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کا ایک خط زیر عنوان ''نامہ مصر'' شائع ہوا ہے جو 29/ اکتوبر 1922ء کا تحریر کردہ ہے۔ علاوہ دیگر تبلیغی مساعی کے عرفانی صاحب نے اس رپورٹ میں تحریر کیا کہ ''خدا کا فضل ہے کہ جس دن میں قاہرہ میں وارد ہوا مجھ کو اُس دن ایک آدمی بھی نظر نہ آتا تھا جو احمدی ہو یا مجھ کو یہ آ کر کہتا کہ میں احمدی ہوں۔ لیکن اس کے بعد خدا نے اپنے فضل کے دروازے کھول دیئے۔ اور آج میں یہ اعلان کرنے کے قابل ہوں کہ خاص قاہرہ شہر میں ایک جماعت احمدیوں کی موجود ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اس پر میں جس قدر بھی خدا کی حمد کروں کم ہے کہ اس نے اپنے فضل سے میرے ذریعہ سے ایک جماعت قائم کر دی ہے اور صرف مردوں کی تعداد آٹھ تک ہوگئی ہے۔ ان کے بیوی بچے الگ ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت دے اور مخلص احمدی بنائے۔

اگلے ہفتے باقاعدہ جلسہ ہوگا۔ اس جلسہ پر انجمن احمدیہ قاہرہ کا افتتاح ہوگا۔ باقاعدہ چندوں کا رجسٹر کھولا جائے گا اور جمعہ کی نماز کا انتظام کیا جائے گا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نیل کے کنارے پر حضرت مسیح موعودؑ کے خادموں کا کیمپ لگوادیا ہے۔ اللّٰھم زد فزد

یہاں کی انجمن کا نام ''الحرکۃ الاحمدیہ قاہرہ'' ہوگا۔ میں نے اپنا مکان بدل لیا ہے۔ میرے موجودہ مکان کا پتہ حسبِ ذیل ہے۔

شارع خلیج المصری نمبر 505، الحرکۃ الاحمدیہ شیخ محمود احمد احمدی

صفحہ نمبر 3 تا 5 پر ''مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی اور اس کا جواب'' کے عنوان سے مولوی محمد علی صاحب کی ایک چٹھی کا مکمل متن اور حضرت مصلح موعودؓ کے تحریرفرمودہ جواب کا خلاصہ شائع ہوا ہے۔ اس چٹھی کا مفصل جواب حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا۔ یہ مفصل جواب الفضل 20/ نومبر 1922ء کے شمارہ میں شائع ہوا نیز 19/ نومبر 2022ء کے الفضل آن لائن میں اسی سلسلۂ مضمون کے تحت مولوی محمد علی صاحب کی مذکورہ چٹھی کا مختصر پس منظر شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 6 اور 7 پر درج ذیل عناوین کے تحت اداریہ شائع ہوا ہے۔

1۔ نیا ''خلیفۃ المسلمین'' اور مسلمانانِ ہند
2۔ مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ نمبر 1
3۔ تلوار کا مذہب اسلام ہے یا عیسائیت

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
فہرست مضامین
نامۂ مصر
Digitized by Khilafat Library Rabwah

4۔ خلافت ٹرکی کے متعلق مسلمانوں کی نازک پوزیشن

صفحہ نمبر 8 اور 9 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 10/ نومبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 10 اور 11 پر امرتسر میں آریوں سے مباحثہ کے دوسرے دن کی رُوداد شائع ہوئی ہے۔ مذکورہ مباحثہ کا پس منظر اسی سلسلۂ مضمون کے تحت مؤرخہ 23/ نومبر کے اخبار الفضل آن لائن میں شائع ہوا ہے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221130.pdf

بقیہ: سلطان محمود غزنوی ...... از صفحہ 12

لئے کئی منصوبے عمل میں لائے۔ اس کے لئے باضابطہ فرامین جاری کئے۔

سومنات مندر کی حقیقت: فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بتوں کو توڑنے کا حکم دیا تھا۔ منات نام کا بُت سمندر کے قریب نصب تھا۔ عرب کے بُت پرستوں کے ہندوستان کے بُت پرستوں کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے اور بُت پرستی بھی ان کے درمیان قدرِ مشترک تھی۔ عرب کے بُت پرست منات بُت کے توڑے جانے کے خوف سے براستہ سمندر ہندوستان لے آئے۔ ہندوستان کے بُت پرستوں نے اسے ہندوستانی علاقہ گجرات کے ساحل سمندر پر ایک مندر بنا کر اس بُت کو معلق لٹکا دیا تھا۔ ہوا میں معلق حال میں دیکھ کر ہر شخص اس کی برتری اور عظمت کو تسلیم کرتا تھا کہ اس قدر وزنی بُت کیوں کر ہوا میں معلق ہے۔ عرب سے آئے ہوئے اس بُت کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔ ہندو پجاریوں نے منات نامی اس بُت سے مندر کا نام سومنات کا مندر رکھ دیا تھا اور اب یہ سومنات بن چکا تھا اور ہندوؤں نے زور شور سے اس کی پوجا کرنی شروع کر دی۔ اس بُت کو غسل دینے کے لئے سینکڑوں میل دور سے گنگا جل (گنگا کا پانی) جسے ہندو مقدس پانی سمجھتے ہیں اس پانی سے بُت کو غسل دیا کرتے تھے۔ سومنات کے معنی ہندی زبان میں عظیم کے ہیں اور سو کا لفظ ہندی زبان میں فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔ قدرت کو بھی یہ منظور نہیں تھا کہ عرب کا کوئی بُت ٹوٹنے سے رہ جائے۔ جب منات کا بُت توڑا جارہا تھا تو وہاں کے پجاریوں نے اس کو بچانے کے لئے بیش بہا دولت زیورات اور ہیرے جواہرات کی پیشکش کی کہ اس کو نہ توڑا جائے۔ محمود غزنوی کے مشیروں کو بھی یہ پیشکش اچھی معلوم ہوئی اور سلطان سے سفارش کی کہ اس کو قبول کیا جائے۔ محمود غزنوی نے کہا کہ تم درست کہتے ہو اگر میں ایسا کرتا ہوں تو میرے بعد دنیا میں مجھے محمود بُت فروش کے نام سے یاد کرے گی اور اگر میں اس بُت کو توڑ دیتا ہوں تو دنیا مجھے بُت شکن کے نام سے یاد کرے گی۔ میں تاریخ میں بُت فروش کے نام سے نہیں بُت شکن کے نام سے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔

تاریخ میں سومنات کے حوالے سے ایک واقعہ یوں بھی ملتا ہے:

محمود غزنوی جب سومنات پر فتح کر کے مندر کے اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ مندر میں سومنات کا بُت ہوا میں معلق ہے۔ بُت کو مندر کے بڑے ہال میں اس انداز میں معلق دیکھ کر ہر شخص اس کی برتری کو تسلیم کر لیتا تھا اور جو برتری کو تسلیم نہ بھی کرتا وہ بھی اس چمتکار پر ایک بار سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ اس قدر وزنی بُت بغیر کسی سہارے کیوں کر فضاء میں معلق ہے۔ اس وقت محمود غزنوی کے ہمراہ مشہور و معروف دانشور البیرونی بھی موجود تھے۔ سلطان نے حیران ہو کر البیرونی سے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے یہ کیونکر بغیر سہارے کے فضاء میں معلق ہے؟

البیرونی نے چند لحہ غور کرنے کے بعد عرض کیا سلطان معظم اس مندر کی چھت کے ایک طرف سے کچھ اینٹیں نکلوائی جائیں۔ سلطان کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ جب چند اینٹیں نکلوائی گئیں بُت اس طرف کو جھک گیا اور زمین سے قریب آ گیا۔ البیرونی نے عرض کیا سلطان معظم اس بُت کے پجاریوں نے مکاری سے لوہے کے اس بُت پر رنگ روغن کیا ہے تا معلوم نہ ہو اور مندر کے چاروں طرف مخصوص جگہ پر مقناطیس کے بڑے بڑے ٹکڑے بڑی ترتیب سے نصب کئے ہیں۔ یہ مقناطیس لوہے کے اس بُت کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اس لئے یہ بُت فضاء میں معلق ہے۔ کوئی معجزہ یا چمتکار نہیں ہے۔

جب چاروں طرف سے دیواروں کو اُدھیڑا گیا تو یہ بُت بھی دھڑام سے زمین میں گر پڑا۔ جب اینٹوں کا معائنہ کیا گیا تو البیرونی کا تجزیہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔

سومنات مندر پر حملہ اور اس بڑے بُت کو توڑنے کے واقعہ کو بھارت میں ہندو مسلم تفریق کا ایک کلیدی لمحہ بتایا جاتا ہے۔ دراصل اس زمانے میں اس کی شاید اتنی اہمیت نہیں تھی جتنی اب ہے۔ برطانوی راج میں سب سے پہلے انگریزوں نے اس واقعہ کو ہندو مسلم تفریق کے طور پر پیش کیا اس کے بعد متضاد نظریات کے لوگ اس کو اپنے رنگ میں معنی پہناتے رہے ہیں۔

غیر مسلم مشہور مؤرخ رومیلا تھاپر کے مطابق گیارہویں صدی سے دو تین صدیوں بعد تک اس واقعہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں تھی اور مقامی ذرائع اور دستاویز میں اس کا معمولی سا ذکر ہے۔ ان معلومات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اس زمانہ میں اور اس ماحول میں مندروں کی تباہی، لوٹ مار عام بات تھی۔ رومیلا تھاپر نے متعدد کتابوں، مقالوں اور قدیم سنگی کتبوں کے حوالوں سے اس حقیقت کو اُجاگر کیا ہے۔ سومنات جو سومنات پٹن، سومنات پٹن اور دیوپٹن کے نام سے بھی مشہور تھا۔ کبھی بھی سلطان محمود غزنوی نے برباد نہیں کیا۔ رومیلا تھاپر کا کہنا ہے کہ اس دور میں بڑے اور اہم مندروں کی جاگیریں ہوتی تھیں۔ اور ان کے اندر نذرانوں کی صورت میں جمع شدہ بے پناہ دولت ہوتی تھی یہاں تک کہ کوئی ہندو راجا ان خطوط پر یلغار کرتا تو وہ بھی ان مندروں کو توڑتا تھا اور اکثر اپنی فتح کی نشانی کے طور پر وہاں نصب شدہ بتوں کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے بھی وہی کچھ کیا جو اس سے پیشتر ہندو راجے مہاراجے کرتے آئے تھے لیکن سب کچھ ویسا نہیں ہوا جیسا کہ آج بیان کیا جارہا ہے۔ اس عہد کے کسی مخطوطے یا دریافت ہونے والے پتھر پر نقش نہیں ہے کہ محمود غزنوی کے حملہ کے بعد سومنات اجڑ گیا بلکہ یہ درج ہے کہ اس کی یلغار کے بعد بھی سومنات بدستور آباد رہا اور باقاعدہ وہاں پر پوجا پاٹ ہوتی رہی۔

محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

سلطان محمود غزنوی

غزنوی سلطنت کا سب سے طاقتور ترین حکمران جس کا اصل نام یامین الدولہ ابو القاسم محمود ہے جس نے 997ء سے اپنی وفات 1030ء تک سارے مشرقی ارض فارس میں شاندار حکومت کی۔ محمود غزنوی اپنی لیاقت اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر غزنی کی ایک معمولی چھوٹی سی سلطنت کو ایک عظیم الشان دولت مند اور طاقتور سلطنت میں تبدیل کر دیا تھا جس کی حکمرانی پورے ایران، افغانستان، پاکستان اور شمال مغربی ہندوستان پر قائم تھی۔ یہ پہلا حکمران ہے جس نے اپنے نام کے آگے سلطان کا لقب لگا دیا اور اپنا رشتہ راست خلافت اسلامیہ سے جوڑ دیا۔ 994ء میں محمود غزنوی نے اپنے والد سبکتگین کے ساتھ باغی فائق کی سرکوبی کے لئے جنگی مہمات میں حصہ لیا اور خراسان کو فتح کر کے اسے اپنی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد 998ء میں محمود غزنوی نے حکومت کی باگ ڈور خود سنبھال لی اور اپنی سلطنت کو وسعت دینے میں مشغول ہو گیا۔ 1002ء میں محمود غزنوی سیتان پر قبضہ کر کے صفوی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ محمود غزنوی کی پہلی جنگی مہم قراخانی سلطنت کے خلاف تھی۔ وہ ایران کے شمالی حصے میں قائم تھی۔ سلجوقی ترکوں اور خوارزی سلطانوں کو اس نے اپنا حلیف بنا کر اپنی سلطنت کو مستحکم کیا۔ 999ء میں جب سامانی سلطنت کے حکمران عبد الملک دوم نے بغاوت کر دی اور خراسان پر قبضہ کر لیا تھا اس کو شکست دے کر قراخانی سلطنت کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔ محمود غزنوی نے اپنی سلطنت کے جنوب کی طرف پہلا حملہ ملتان میں اسماعیلی حکومت کے خلاف کیا اور اس کی حکومت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا۔ جس وقت محمود غزنوی ملتان میں سرگرم تھا اسی وقت کابل میں قائم ہندو شاہی حکومت کے راجہ جے پال کے بیٹے نے محمود غزنوی پر حملہ کر دیا تا کہ محمود غزنوی کے والد کے ہاتھ سے ہوئی شکست کا بدلہ لے سکے۔ جے پال کے بیٹے آنند پال نے کئی بار غزنی پر حملہ کیا ہر بار ناکام رہا۔ لیکن اس مرتبہ محمود غزنوی کو ملتان میں مشغول دیکھ کر زوردار حملہ کیا لیکن پھر بھی اسے شکست ہوئی۔ اس طرح پہلی بار محمود غزنوی کا پورے کابل پر قبضہ ہو گیا۔ 1008ء تک محمود غزنوی کی حکومت لاہور تک پہنچ چکی تھی۔ ایدھان پورہ کی ہندو شاہی حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد محمود غزنوی کا حوصلہ کافی بلند ہو چکا تھا۔ پھر اس نے ہندوستان کی طرف رخ کیا اور مسلسل حملے کرنے شروع کئے اور پنجاب تک کے علاقہ کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ بعد میں اُس نے ناگرکوٹ، تھانیسر، قنوج، گوالیار اور اُجین کے حکمرانوں کو بھی شکست دے کر وہاں پر بھی اپنا تسلط جما لیا لیکن ان علاقوں پر اپنی حکومت قائم کرنے کے بجائے وہاں سے خراج وصول کر کے وہاں پر قائم حکومتوں کو ہندوؤں، جین اور بدھ حکمرانوں کے حوالے سپرد کر دیں۔

محمود غزنوی کو دُنیا بت شکن، فاتح سومنات اور سلطان محمود غزنوی کے نام سے جانتی ہے۔ وہ تمام دینی و دنیاوی خوبیوں کا مجموعہ تھا۔ اس کا شمار عام حکمرانوں میں نہیں ہوتا تھا اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے والا حکمران تھا۔ اس کی بہادری اور جوانمردی کا یہ عالم تھا کہ وہ میدان جنگ میں زور آور سیلاب کی طرح آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اپنی دلیری، شجاعت، عدل و انصاف، انتظام سلطنت اور فتوحات کی بناء پر دنیا کے گوشہ گوشہ میں شہرت رکھتا تھا۔ انصاف پسندی کا یہ عالم تھا کہ دور و نزدیک ہر مقام پر اس کے انصاف پسندی کے چرچے تھے۔ اس کے انصاف پسندی کے بہت سے واقعات تاریخ طبری میں درج ہیں جن میں سے ایک مشہور اور اہم واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی کے دربار میں ایک فریادی ایک شکایت کے ساتھ حاضر ہوا۔ جب سلطان اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے عرض کیا میری شکایت ایسی نہیں کہ میں اسے سرعام درباریوں کے سامنے بیان کروں۔ محمود غزنوی اٹھا اس کو علیحدگی میں لے جا کر اس سے پوچھا۔ فریادی نے کہا آپ کے بھانجے نے ایک عرصے سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ وہ ہر رات کو مسلح ہو کر میرے گھر پر آتا ہے اور مجھے کوڑے مار کر گھر سے باہر کر دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی سے قربت کرتا ہے لیکن میں نے آپ کے ہر درباری وزیر سے اس کا ذکر کیا۔ کسی نے توجہ نہیں دی۔ کسی کو میری حالت پر رحم نہیں آیا۔ جب میں ان سے مایوس ہوا تو آپ کے دربار کے چکر لگانے لگا۔ اس موقع کے انتظار میں تھا کہ آپ سے اپنا حال بیان کروں۔ اتفاق سے آج آپ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے آپ سے تکلیف کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے۔ کمزور و بے کس مجبور رعایا کی نگہداشت آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ میرے ساتھ انصاف کا معاملہ کریں۔ دیگر صورت میں میں اس معاملہ کو اللہ کے دربار میں پیش کروں گا۔ محمود غزنوی پر اس واقعہ کا بہت گہرا اثر ہوا۔ یہ سب سن کر رونے لگا اور فریادی سے مخاطب ہوا اے مظلوم تو اس سے پہلے ہی میرے پاس کیوں نہیں آیا۔ اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا۔ اس فریادی نے جواب دیا میں ایک مدت سے اس کوشش میں تھا کہ آپ سے ملوں لیکن آپ کے دربان ہمیشہ روک بنے رہے۔ آج ان کی نظروں سے بچ بچا کر آپ تک پہنچا ہوں۔ سلطان نے کہا اب تم مطمئن رہو۔ اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اب وہ تمہارے گھر آئے تو مجھے آ کر اطلاع دینا پھر میں انصاف کروں گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا محمود غزنوی نے موقع پر پہنچ کر شکایت کو درست پایا۔ اس سفّاک ظالم کو بدکاری کی سخت ترین سزا دی۔

محمود غزنوی نے ہندوستان پر پے در پے حملے کئے اور ہر جگہ اس نے مقامی حکمرانوں کو شکست دی اور وہاں پر اپنا تسلط جما لیا لیکن اپنی حکومت قائم کرنے کے بجائے وہاں سے خراج وصول کر کے وہاں کی حکومتوں کو ہندو، جین اور بدھ حکمرانوں کے حوالے ہی سونپ دی لیکن یہ تمام حملے حکمرانی کی نیت سے نہیں تھے بلکہ اس کا مقصد یہاں سے دولت اکٹھا کرنا تھا۔ ان دنوں یہ مشہور تھا کہ ہندو ریاستوں اور بالخصوص ان کی عبادت گاہوں میں دولت کی بھرمار ہے۔ اس لئے اس نے اپنے حملے کے لئے ایسے ہی مقامات اور شہروں کا انتخاب کیا جہاں اُسے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل ہو سکتی تھی۔

محمود غزنوی نے ہندوستان پر تقریباً سترہ حملے کئے لیکن اس کے

یہ حملے یہاں پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے نہیں تھے بلکہ ان حملوں کا واحد مقصد دولت حاصل کرنا تھا تا کہ وہ وسیع و عریض غزنوی سلطنت کو مستحکم کر سکے اس لئے صرف پنجاب کو غزنوی سلطنت کا حصہ بنایا تھا۔ بقیہ تمام مفتوح علاقے اس نے تاوان حاصل کر کے وہاں کے مقامی حکمرانوں کے حوالے کر دیئے تھے۔ وہ دراصل ایک وسیع و عریض اسلامی حکومت کا خواب دیکھ رہا تھا جس کا ایک سرا اگر ترکی میں ہو تو دوسرا سرا غزنی میں ہو۔ وہ اپنی تمام اخلاقی خوبیوں کے باوجود مذہبی معاملات میں بہت سخت تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہندوستان میں قیام کر کے یہاں کے مقامی اثرات کو اپنی فوجوں پر غالب ہونے نہیں دینا چاہتا تھا۔ مندروں کے تعلق سے اُس کا جارحانہ انداز تھا اس میں اس کی اسی مذہبی عصبیت کی کارفرما نظر آتی ہے لیکن ایک بات جس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے وہ یہ کہ ہر چند کے محمود غزنوی نے دولت کی خاطر ہندو عبادت گاہوں میں لوٹ مار کی لیکن اس نے نہ تو ہندو رعایا کو کبھی اپنی جنگی مہم کا شکار بنایا اور نہ ہی اس نے جبری طور پر تبدیلی مذہب کے لئے مجبور کیا بلکہ اس نے بالکل برعکس غزنی اور کابل کے علاقے میں بڑی تعداد میں جو ہندو اور بدھ مت کے لوگ موجود تھے ان کے ساتھ نہایت ہی منصفانہ سلوک روا رکھا اور ان کو اپنے مذہبی رسومات کو ادا کرنے کی مکمل آزادی دی۔ بلکہ غزنی میں جو اس نے عظیم الشان دار العلوم قائم کیا تھا اس میں غیر مسلم رعایا کے لئے خصوصی مراعات دی جاتی تھیں اور ان کے لئے باضابطہ اسکالرشپ کا انتظام تھا۔

وہ مذہب کے معاملہ میں خود تو بالکل بنیاد پرست تھا لیکن اسے مختلف معاشرت اور ثقافت سے کافی دلچسپی تھی۔ اس نے سلطنت کی طرف سے باضابطہ مشہور و معروف مؤرخ البیرونی کے ہندوستان کے سفر کا اہتمام کیا تھا تا کہ وہ اس ملک کی تاریخ و ثقافت کی تفصیلات جمع کر کے اس کو تحریری شکل میں پیش کرے۔ البیرونی کی مشہور کتاب تحقیق ہند اسی دورے کی یادگار ہے جس کو عالمی سطح پر مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کو تاریخ اور غزنامے دونوں کے ادب میں ممتاز مقام حاصل ہے۔ محمود غزنوی نے پنجاب سے آگے کبھی بھی قیام نہیں کیا۔ وہ ہر حملہ کے بعد غزنی کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ محمود غزنوی کی زندگی کے آخری چار سال ایشیائی قبیلوں کی سرکوبی میں گزرے۔ جس وقت محمود غزنوی کا انتقال ہوا اس وقت اس کی حکومت خراسان سے لے کر افغانستان اور شمالی ہندوستان کے اوپری حصے تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہندوستان میں اس کی آخری جنگی مہم 1027ء میں تھی۔ جب سومنات سے واپس جاتے ہوئے جاٹوں نے اس کی فوج پر حملہ کر دیا تھا۔ یہاں سے واپسی کے بعد اس کو ملیریا کا مرض لاحق ہوا۔ اس مرض کی وجہ سے 1030ء میں اس کا انتقال ہوا۔ 35 سال حکومت کی اور 63 سال عمر پائی۔

محمود غزنوی علم و فن کا عاشق تھا۔ اپنی فتح کے بعد ملک رے اور اصفہان کے مشہور کتب خانوں کو منتقل کر کے غزنی لے آیا تھا۔ فردوسی نے اس کی شان میں شاہنامہ تحریر کیا تھا جو عالمی ادب میں آج بھی ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ اس نے اپنے دور حکومت میں غزنی میں کئی اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم کئے اور عام لوگوں تک تعلیم پہنچانے کے

بقیہ صفحہ 11 پر

سانحہ ہائے ارتحال و ذکر خیر

مکرم حکیم محمد قدرت اللہ محمود چیمہ یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں کہ:

ہمارے انتہائی مخلص اور پیارے بزرگ مکرم ماسٹر چوہدری عزیز احمد مورخہ 20/ نومبر 2022ء کی شام بعمر 84 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ چند روز سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بوجہ نمونیہ داخل تھے۔ علاج جاری تھا کہ مالک حقیقی کا بلاوا آ گیا اور آپ اس کے حضور حاضر ہو گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم ماسٹر چوہدری عزیز احمد، حضرت میاں اللہ دتہؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔ انتہائی ملنسار، شریف النفس، عبادت گزار، منکسر المزاج اور بااخلاق شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔

آپ کے چہرے پر ہمیشہ ایک دل آویز مسکراہٹ رہتی تھی۔ آپ ہائی اسکول محمد آباد اور بشیر آباد میں ٹیچر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مرکز منتقل ہو گئے۔ آپ رشید احمد طیب صاحب مربی سلسلہ کے والد محترم تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 21/ نومبر 2022ء بروز سوموار دن ساڑھے گیارہ بجے ادا کی جائے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

مکرم لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ۔ سرینام، جنوبی امریکہ یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:

خاکسار کے عم زاد اور نہایت عزیز دوست مکرم شیخ وحید احمد فرید ابن شیخ صدیق احمد صاحب طویل علالت کے بعد مورخہ 18/ نومبر 2022ء بروز جمعۃ المبارک بعمر 53سال خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ موصوف نے 14/ ستمبر 1969ء کو اس فانی دنیا میں آنکھیں کھولیں۔ میرے ہم سن، ہم جولی اور ہم مکتب تھے۔ ہمارے درمیان ہمیشہ باہمی احترام کا تعلق قائم رہا۔ آٹھویں کلاس میں تھے کہ تعلیم کے حصول کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور موصوف نے اپنے خاندانی کاروبار میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ کچھ سال بعد خاکسار نے عملی کوشش کی کہ وہ میٹرک پاس کر لیں مگر کامیابی نہ ہوئی، لیکن موصوف نے کاروباری لحاظ سے بہت ترقی کی اور نام کمایا۔ انتہائی سادہ، غریب پرور، نرم دل اور بے ضرر وجود تھے۔

17/ جولائی 1999ء کو ان کی والدہ محترمہ اور خاکسار کی پھوپھو نسیم اختر صاحبہ گردوں کی خرابی کے باعث 55سال کی عمر میں خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوئیں۔ موصوف نے یہ صدمہ بہت حوصلے سے برداشت کیا اور بڑا بھائی ہونے کے ناطے چھوٹے بہن بھائیوں کا بھرپور خیال رکھا۔ چھوٹی بہن کی شادی کے بعد اس کی ہر طرح سے دیکھ بھال کی اور ہر ممکن مدد کی۔ خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پر تنظیمی خدمات کے علاوہ سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

مرحوم کو گردوں کے عوارض ورثے میں ملے تھے۔ مسلسل کئی سال اس تکلیف سے نبرد آزما رہے۔ متعدد بار ان کو گردے کے آپریشن کے مراحل سے گزرنا پڑا۔ آخری سالوں میں ڈاکٹر کی نصیحت اور لوگوں کے اصرار کے باوجود ڈائلیسز کروانے پر راضی نہ ہوئے، یا یوں سمجھ لیں کہ ہمت نہ جٹا پائے۔ آخر کار ان کے دونوں گردے ناکارہ ہو گئے۔ 6/ نومبر کو انہیں تکلیف کی شدت کے باعث ہسپتال لے جایا گیا، خون میں فاسد مادے اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ ڈاکٹرز نے تین روز میں تین بار ان کا ڈائلیسز کیا اور آئندہ اس سلسلے کو جاری رکھنے کا کہہ کر گھر بھجوا دیا لیکن واپس آنے کے دو دن بعد حالت بگڑ گئی اور موصوف نے زندگی کے آخری چار دن قومہ میں گزارے۔ صرف سانس لینے کی آواز سکوت کو توڑتی اور زندگی کی رمق کا پتہ دیتی رہی۔ آخر کار اسی خاموشی کی حالت میں ہر طرح کے ہم و غم اور رنج و الم سے کلی طور پر آزاد ہو گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم نے فروری 2005ء میں نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی اور چندہ جات بروقت ادا کرتے رہے۔ آخری علالت میں جون 2023ء تک چندہ حصہ آمد ادا کیا۔ مرحوم کی نماز جنازہ مقامی طور پر منور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی جس میں ضلع کی دس جماعتوں سے افراد جماعت اور مربیان کرام نے شمولیت کی۔ بعد ازاں میت تدفین کے لئے مرکز لے جائی گئی۔ مکرم اسفند یار منیب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم سالک احمد مربی سلسلہ وصدر عمومی نے دعا کروائی۔

مرحوم لاولد تھے۔ پسماندگان میں بزرگ والد، اہلیہ، دو بھائی اور ایک بہن سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کے برادر نسبتی محترم عامر فہیم مربی سلسلہ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس وقت مع اہل و عیال غانا میں خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

الفضل آن لائن کے قارئین سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ مولا کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، تمام کمزوریوں، عیبوں اور خامیوں سے پردہ پوشی فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ حیات مستعار میں انہوں نے جو تکلیف، مصیبت اور درد برداشت کیا وہ آخرت میں ان کی بخشش کا وسیلہ بنے۔ نیز وہ رحیم و کریم تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: عالمی مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ...... از صفحہ 7

تحریکات اور ہدایات ہمہ وقت میسر ہیں یہ عجیب تمثیلی کلام جو مختلف رنگوں میں اپنی بہار دکھا رہا ہے امام مہدی کی صداقت اور خلافت کی حقانیت کا ثبوت ہے۔

یہ بھی حیرت انگیز بات ہے کہ سوشل میڈیا کے تمام اہم وسائل خلافت خامسہ ہی میں منظر عام پر آئے ان اہم WEBSITES کی تاریخ اجراء ملاحظہ ہو۔ ان سب کا عوامی استعمال کثرت کے ساتھ گزشتہ 15 سالوں میں ہی ہوا ہے اور اب جماعت احمدیہ حتی الامکان ان سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔

@Yahoo - 2 March 1995
@google - 4 September 1998
@Wikipedia - 15 January 2001
@Skype - 29 August 2003
@Gmail - 1 April 2004
@facebook - 4 February 2004
@YouTube - 2 February 2005
@Twitter - 21 March 2006
@WhatsApp - January 2009
@Instrgram - 6 October 2010

الغرض ایم ٹی اے ایک چمن ہے جو خدا کے کلمات نے ہمارے لئے سجایا ہے۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کل عالم تک پہنچا رہا ہے۔ اس کی روش روش ڈالی ڈالی اور کلی کلی اسلام سے منسوب ہے۔ اس کے پھل اور پھول احمدیت کے شیریں ثمر ہیں۔ یہ ایک مائدہ ہے جس میں ہر قوم کے ذائقے موجود ہیں۔ ہر بے قرار دل کی تسلی اور ہر روح کی سیرابی کا سامان موجود ہے۔ ہر کان کے لئے بہترین آواز اور آنکھ کے لئے قابل دید نظارے موجود ہیں۔ ہر ملک اور ہر نسل کے رنگ موجود ہیں اور سب میں بہار کا اثبات ہے۔

مختلف لہجے زبانیں مختلف
سب کو کرتا ہم زباں ہے ایم ٹی اے
برکتِ روح القدس سے ہے بھرا
بولتا سب بولیاں ہے ایم ٹی اے
عالمی بیعت کا منظر دیکھ لو
شکر میں سجدہ کناں ہے ایم ٹی اے

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

اعلان ولادت

مکرم جنید اسلم متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا یہ اعلان بھجواتے ہیں

خاکسار کی بڑی بہن مکرمہ آصفہ اسلم زوجہ عطاء الکریم صاحب آف امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ 12/ نومبر 2022ء بروز ہفتہ دوسری بیٹی عزیزہ منہا کریم سے نوازا ہے۔عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔عزیزہ مکرم خواجہ محمد اسلم کی نواسی اور مکرم خواجہ عبدالرحمٰن کی پوتی ہے۔

قارئین الفضل کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ منہا کریم کوصحت و سلامتی والی دراز عمر عطا فرمائے، خلیفۂ وقت کی فرمانبردار اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے آمین۔

دعا کا تحفہ
ایک اور جامع دعا

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہّد کے بعد پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھائی:

اَلِّفِ اللّٰھُمَّ عَلَی الْخَیْرِ قُلُوْبَنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِ سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ وَالْفِتَنَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَّاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِیْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْھَا وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: ہمارے دل خیر پر جمع کر دے اے اللہ! اور ہمارے درمیان صلح کے سامان مہیا فرما اور سلامتی کی راہیں دکھا اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے اور نور کی طرف (لے آ) اور ہمیں بے حیائی کی باتوں اور فتنوں سے بچا۔خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور اے (ہمارے ربّ!) ہمارے کانوں، آنکھوں اور دلوں میں برکت دے اور ہماری بیویوں اور اولاد میں بھی برکت عطا فرما اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے۔ اور (اے اللہ!) ہمیں اپنی نعمت کا شکر گزار اور اس کی تعریف کرنے والا، اسے قبول کرنے والا بنا اور وہ نعمت ہم پر پوری کر۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 66-67)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

حسد

حسد کرنے والے سے بدلہ نہ لیا کریں اس پر ترس کھایا کریں وہ ایسا انسان ہوتا ہے جو آپ کے جلائے بغیر جل کے راکھ ہو رہا ہوتا ہے۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع وغروب آفتاب

30/ نومبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:20	17:37
مدینہ منورہ	05:25	17:33
قادیان	05:43	17:24
ربوہ	05:23	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:14	16:00

فقہی کارنر

حج پر جانے کی شرائط

ایک شخص نے (حضرت مسیح موعودؑ سے) عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے؟

فرمایا:

یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دس سال مدینہ میں رہے۔صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

(بدر 8/ اگست 1907ء صفحہ 8)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)